ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۳۰ر اپریل ۸۲ ۱۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین، لاہور
ڈیڑھ روپیہ

المنبّہات

ترجمہ ——— زاہد الراشدی

حضرت صالح مرقدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ وہ ایک دفعہ بعض مکانات کے پاس سے گذرے اور کہا کہ اے گھرو! تمہارے پہلے مالک کہاں ہیں؟ اور تمہارے پرانے معمار کہاں ہیں؟ تو کوئی غیب سے پکارنے والا پکارا کہ ان کے آثار مٹ چکے ہیں اور ان کے جسم مٹی کے نیچے بوسیدہ ہو چکے ہیں، اور ان کے اعمال ان کی گردنوں کے ہار بن کر باقی رہ گئے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سب دنیا کو ترک کرنا ہی اس کو لے لینا ہے۔ پس جس نے دنیا ساری کو ترک کر دیا اس نے ساری دنیا کو لے لیا، اور جس نے ساری دنیا کو لیتا [illegible] اس نے ساری دنیا کو چھوڑ دیا۔ پس [illegible] کا لینا اسے ترک کرنے میں [illegible] کا ترک کرنا اسے لے [illegible] یں ہے۔

حضرت ابراہیم بن الادھم رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ترک دنیا کس چیز کے ساتھ حاصل کیا؟ فرمایا۔ تین چیزوں کے ساتھ (۱) میں نے قبر کو وحشت کی جگہ پایا اور میرے ساتھ کوئی مونس نہیں ہوگا (۲) میں نے راستہ کو طویل پایا اور میرے پاس زادِ راہ نہیں ہے۔ اور (۳) میں نے جبّار کو قاضی پایا اور میرے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے جو کہ بڑے عارفین میں سے ہیں انہوں نے دعا میں کہا۔ اے میرے اللہ! میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے فقر اور ضعف کے باوجود اپنی سب نیکیاں آپ کی نذر کر دوں، پس کیسے آپ پسند نہیں فرماتے میرے آقا کہ مجھ سے مستغنی ہونے کے باوجود میرے سب گناہوں کو نہ بخش دیں ——— اور کہا کہ جب تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مانوس ہو تو اپنے نفس کے ساتھ وحشت پیدا کر اور کہا کہ اگر تم وصل کی مٹھاس چکھ لو تو ہجر کی کڑواہٹ کو بھی پہچان لو۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو ہر خوبصورت چہرے کے ساتھ مانوس نہ ہو اور نہ اچھی آواز کے ساتھ اور نہ فصیح زبان کے ساتھ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ زھد کے تین حرف ہیں زا، ھا اور دال۔ پس زا سے مراد زادالمعاد یعنی آخرت کے سفر کے لئے توشہ تیار کرنا ہے اور ھا سے مراد دین کی ھدایت اور دال سے مراد اطاعت پر دوام ہے۔ اور ایک جگہ پر فرمایا زھد کے تین حرف ہیں زاء سے مراد ترک زینت ہے ھا سے مراد ترک ھوٰی ہے اور دال سے مراد ترک دنیا ہے۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

جلد ۲۷ شمارہ ۴۴
جمعۃ المبارک ۵ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
عبد الرشید انصاری ــــ کراچی
ظہیر میر ـ ایم اے ایل ایل بی

دفاتر

کراچی
انجمن خدام الدین بلڈنگ
پہلی چورنگی ناظم آباد، کراچی
فون ـ ۲۱۱۴۴۳

لاہور
خدام الدین مرکز
اندرون شیرانوالہ دروازہ
فون ۶۲۹۸۴

بدل اشتراک
سالانہ ــــ ۶۵ روپے
ششماہی ــــ ۳۳ روپے
سہ ماہی ــــ ۱۷ روپے

فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ

سالانہ خریداری برائے غیر ممالک
بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب ــــ ۲۰۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبی، اردن، شام ــــ ۲۴۰ روپے
انگلینڈ، یورپ ــــ ۲۹۰ روپے
امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا ــــ ۳۶۵ روپے
افریقہ (بر اعظم) ــــ ۴۰۵ روپے
ہندوستان، افغانستان ــــ ۱۶۰ روپے

ناشر : مولانا عبید اللہ انور طابع الٰہی بخش
مطبع کاسموپرنٹرز ۴۸۰ ڈی موری گیٹ لاہور

مئی کا آن پہنچا ہے مہینہ

شدتِ گرما اور موسم کی سختی کے اعتبار سے ماہ مئی کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس ضمن میں اس مہینہ کی مناسبت سے نثری و شعری ذخیرہ ہمارے ادب میں بہت کچھ موجود ہے۔

لیکن ہمیں اس مہینہ سے جو جذباتی وابستگی ہے تو اس کا سبب برصغیر کے افق پر رونما ہونے والے وہ واقعات ہیں جنہوں نے ہماری قومی تاریخ پر گہرا اثر ڈالا۔

آپ غور کریں حضرت سلطان ٹیپو شہید کی شہادت کا واقعہ اس مہینہ میں پیش آیا۔ تحریکِ مجاہدین کا ایک باب سرزمین بالاکوٹ میں مجاہدین اسلام نے اپنے خون سے رقم کیا اور ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ابتدا اسی مہینہ میں یو۔پی کے ایک شہر میرٹھ سے ہوئی۔

سلطان ٹیپو تحریک مجاہدین کے سرفروش اور ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کے جیالوں کے کردار پر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کا مقصد ایک تھا یعنی بدیسی طاقتوں سے اس علاقے کو محفوظ رکھ کر یہاں وہ نظامِ حکومت قائم کرنا جو خلافت راشدہ علیٰ منہاج النبوۃ کی طرح حق و صداقت اور عدل و انصاف کا مظہر ہو۔

ان تینوں تحریکوں کے اصل محرکین کا آپ جائزہ لینا چاہیں تو آپ پر عجیب حقائق منکشف ہوں گے۔

حضرت امیر المومنین سید احمد شہید بریلوی قدس سرہٗ اور ۱۸۵۷ء کی تحریکی قیادت کا باہمی تعلق ایک ایسی تاریخ صداقت ہے جسے جھٹلانا آسان نہیں۔ واقعہ بالاکوٹ کے بعد جو اکابر و اعیان تحریک محفوظ رہ گئے انہوں نے آئندہ چل کر جو منصوبہ بندی کی اس کا ایک حصہ ۱۸۵۷ء کے واقعات ہیں۔ رہ گئے سلطان ٹیپو شہید تو خانقاہ رائے بریلی کے اکابر سے ان کے ربط و ضبط کو ٹیپو کے سوانح نگاروں نے

واضح طور پر ذکر کیا ہے اور اسی تعلق کی تجدید حضرت سیّد صاحب قدس سرہ نے اپنے سفر کلکتہ کے دوران ٹیپو مرحوم کے اسیر فرزندوں سے مل کر کی اور یوں سابقہ تعلقات کو ایک نیا رخ نصیب ہوا۔ اس کے ساتھ ہی جب ہم ان تحریکوں کی وقتی ناکامی پر غور کرتے ہیں تب بھی ایک حیرت انگیز مماثلت ہمیں نظر آتی ہے۔ جس کا دو لفظی خلاصہ یہی ہے کہ بے ننگ و نام افراد کا ایک طبقہ جسے اپنے عقیدہ ایمان، مسلمان قوم کی حیات اجتماعی، ان کی آزادی اور ان کے مقاصد سے کوئی دلچسپی نہ تھی وہ بیچ بازار کوڑیوں کے بھاؤ بکا اور ان خدام دین و ملّت کی ناکامی کا سبب بنا۔

یہ سب کچھ ہوا لیکن تاریخ کے اوراق میں ٹیپو زندہ ہیں۔ شہداء بالاکوٹ اور ۱۸۵۷ء کے شہداء زندہ ہیں۔ پر وہ بے ننگ و نام طبقہ ایسا فنا کی گھاٹ اترا کہ آج ان کا نام تلاش کرنا مشکل ہے ان کے خاندان اجڑ گئے ان کے وہ محل سرا جو غیر ملکی آقاؤں کی بخشش پر بنے تھے وہ اجڑ گئے اور تاریخ نے انہیں اس طرح فراموش کر دیا گویا وہ کبھی تھے ہی نہیں۔

آج کا اصل مسئلہ

ان اکابر و اعیان کے حالات و واقعات کو دہرانا نہیں بلکہ ان کے قلوب کی اس دھڑکن اور گرمی کو محسوس کرنا ہے جس کا محور صرف اور صرف اسلام تھا! ان حضرات کا جینا مرنا کیوں تھا؟ انہوں نے ایثار و قربانی کا یہ مظاہرہ کیوں کیا؟ یہ ایسے سوال نہیں جن کا تجزیہ کرنے میں وقت خرچ ہو ــــ بات مختصر اور واضح ہے کہ انہوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں لیکن آنے والی نسلوں کو ایک راستہ دکھا گئے اس راستہ پر چل کر بعد والوں نے آزادی کا طویل اور صبر آزما سفر طے کیا۔

اس راہ کے مسافر قاہرہ و مالٹا سے لے کر برصغیر کی ایک ایک جیل میں پہنچے۔ یہاں کا ایک ایک جیل ان کی گرمی نفس کا گواہ ہے ــــ انہوں نے تحریک ریشمی رومال بپا کی، تحریک خلافت کی داغ بیل ڈالی، تحریک ہجرت کا ناد پھونکا، مقاطعہ کی تحریک پروان چڑھائی اور ہر اقدام کیا جو ممکن تھا ــــ بالآخر لیلائے آزادی سے ہمکنار ہونے کا ہمیں شرف حاصل ہوا ــــ راہِ عشق و مستی کے ان مسافروں کی یادیں تو ہم کیا قائم کرتے ہم نے تاریخ کا چہرہ بگاڑنا شروع کر دیا اور اُن کو یہ کریڈٹ دینا شروع کیا جن کا اس میدان میں بال برابر کام نہیں بلکہ جو مخالف کیمپ میں نظر آتے تھے اور اس سے بڑھ کر ستم ظریفی یہ ہوئی کہ ایک طبقہ نے ان کے عقائد و نظریات کو مجروح کرنا شروع کر دیا۔

مسٹر ہنٹر کی بتلائی ہوئی راہ "وہابی اور غدار مترادف الفاظ ہیں" (ہمارے ہندوستانی مسلمان) اس کو سامنے رکھ کر ٹیپو سے لے کر مجاہدینِ بالاکوٹ تک اور ان سے لے کر ۱۹۴۷ء کے ہر مجاہد تک کو اسی تیر سے چھلنی کیا ــــ کسی قوم کی اجتماعی نامرادی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے محسنوں کے ساتھ یہ وطیرہ اختیار کرے اور اس سے بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ اس وسیع و عریض خطّہ میں بسنے والے کروڑوں مسلمان گلیوں میں رُل کر رہ گئے۔ ان کی حیات اجتماعی کا شیرازہ منتشر ہو گیا وہ گروہوں اور ٹکڑیوں میں بٹ گئے ــــ اے خداوندانِ ملک و قوم! مئی کا مہینہ آ گیا ہے ــــ اس میں خاک و خون کے جو طوفان اٹھے ان پر غور کرو، ان شہداء کی بے چین روحیں جو تم سے کہہ رہی ہیں ان کی طرف توجہ دو، تاریخی سچائیوں کو پروان چڑھاؤ اور ملک کو جنت ارم بنا دو ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

علوی

انتخابات؟

ملک کا ایک طبقہ عام انتخاب کرانے کے لئے مُصِر ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت پر برابر دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

جہاں تک ہماری ناچیز ذات کا تعلق ہے ہم یورپ سے درآمد شدہ جمہوریت کے معاملہ میں ایک واضح رائے رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح سوشلزم کے ساتھ اسلام کی پیوند کاری کر کے اسے مشرف باسلام نہیں کیا جا سکتا اسی طرح جمہوریت بھی مشرف باسلام نہیں ہو سکتی۔ جمہوریت انسانی آراء کو گننے کا نام ہے تولنے کا نام نہیں، پر افسوس کہ ہمارے شہ دماغ اس کے لئے سرگرم عمل ہیں اور شام سے پہلے پہلے اس کا نفاذ کرانا چاہتے ہیں ــــ یہ عقلِ کُل اس بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ اس انداز سے جو نظام قائم ہوتا ہے اس کے نمائندگان اقلیت کے نمائندے ہوتے ہیں۔ اور جس اکثریت کا شور ہوتا ہے وہ نمائندگی سے محروم ہوتی ہے۔

پھر وطن عزیز کے حالات پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو یہاں مختلف مواقع پر مختلف دوائر میں جو انتخاب ہوئے انہوں نے اپنے پیچھے مختلف داستانیں چھوڑیں۔ میاں دولتانہ اور خان عبدالقیوم کے دور کے صوبائی انتخابات میں جو ہُوا اس کی تلخیاں اب تک لوگوں کے ذہن میں موجود ہیں۔ ۷۰ء کے الیکشن کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ کس طرح اس کے نتائج کو سبوتاژ کر کے ملک کی بربادی کا سامان فراہم کیا گیا۔ ۷۷ء کا الیکشن ہوا تو یار لوگوں نے وہ دھاندلی کی کہ توبہ بھلی

اور پھر الیکشن میں کون لوگ سامنے آئیں گے؟ وہی لوگ جن کے آباء و اجداد نے انگریزی مفادات کا تحفظ کیا جنہوں نے پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں انگریز کے کیمپ کو مضبوط کیا، جو قیامِ پاکستان سے اب تک ہر حکومت کے ناک کا بال رہے ہے۔ اگر اسی انداز کا الیکشن ہونا ہے تو اس کا کیا فائدہ؟ بہتر ہوگا کہ قوم کے اہل فکر سر جوڑ کر مستقبل کی بہتری کے لئے سوچ بچار کریں کہ ملک کو اس طرح بھنور میں چھوڑ دینا دانائی نہیں،

چنیوٹ میں

خدام الدین کا تازہ پرچہ حافظ شیر زمان صاحب مدرسہ دارالرحمت سے حاصل کریں۔

ابوالکلام کے حضور!

(خدام الدین ۱۶ر اپریل)

ابوالکلام کے حضور نظم میں سہوِ نظر سے چند اشعار کا حلیہ بگڑ گیا ہے۔ ان اشعار کی صحیح صورت حال مندرجہ ذیل ہے:-

شعر نمبر ۱ نگاہِ صوفی و ملّا میں مے گسار سہی
پہ جام جم یہ ترا ساغرِ سفال بھی ہے

شعر نمبر ۱۸ ہماری خستہ دلی کے ہیں اور بھی اسباب
ہمارے سر تری توہین کا وبال بھی ہے

مقطع زبسکہ قیدِ زمان و مکان سے ہے آزاد
تو عہدِ ماضی بھی، فردا بھی فعلِ حال بھی ہے

قارئین محترم تصحیح فرما لیں۔

خربوزہ نہیں خرمہرہ

۱۶ر اپریل ہی کے شمارہ کے طبی مشوروں میں چنبل کے نسخے کے اجزاء میں جزو نمبر ۴ خربوزہ سوختہ لکھا گیا ہے۔ یہ خربوزہ نہیں خرمہرہ سوختہ ہے براہِ کرم تصحیح فرمالیں ــــ

۱۸ر اپریل ــــ آزاد سرازی

کہروڑ پکا میں

خدام الدین کا تازہ پرچہ بشیر احمد صابر نیوز ایجنسی سے حاصل کریں۔ پرچہ گھر پہنچانے کا معقول انتظام ہے

خطبہ جمعہ
ضبط وترتیب : علوی

سیرتِ نبویؐ قرآنی

پیغمبرانہ دعوت وتبلیغ اور منافقین کا طرزِ عمل

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :۔
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔
ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہ الخ صدق اللہ العلی العظیم۔

محترم حضرات! اس سے قبل آپ دعوتِ رسول اور مشرکینِ مکہ کے ردِ عمل کا ذکر سن چکے۔ پھر آپؐ کی دعوت پر اہل کتاب کے ردِ عمل کا بھی بیان ہو گیا۔ قرآن کی مکی سورتوں میں مشرکین کا ذکر ہے تو مدنی میں اہل کتاب کا۔ مکی سورتوں کے مخاطب آپؐ کی دعوت کے کھلے کھلے دشمن تھے تو مدنی سورتوں کے مخاطب یہود و نصاریٰ تعصب قومی کا شکار۔ تاہم مدنی سورتوں میں ایک اور طبقے کا بھی ذکر ہے۔ اور کہنا چاہئے کہ اہل کتاب سے زیادہ اُن کا ذکر ہے۔ قرآن نے انہیں منافق کہا۔ آج انہی کا بیان ہے۔ یہ طبقہ رسول اکرم علیہ السلام کی رسالت کا مشرکینِ مکہ کی طرح کھلا منکر نہ تھا لیکن مخلص مسلمانوں کی طرح صاف گو بھی نہیں تھا۔ بوجوہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھنا چاہتے تھے لیکن عقائد ان کے مشرکوں یا یہودیوں کے مانند تھے ـــــ ہم دعوتِ رسولؐ اور اس کے ردِ عمل کے ضمن میں جن طبقات کا ذکر کر رہے ہیں ان میں ایک طبقہ انہی کا تھا۔

منافقین اور قرآن عزیز

قرآن مجید نے اکثر انہیں براہ راست منافق کہہ کر ہی یاد کیا۔ چونکہ اس گروہ میں عورتیں بھی بکثرت تھیں اس لئے "منافقات" کے عنوان سے ان کا بھی ذکر صراحت سے موجود ہے۔ الذین منافقوا یا فی قلوبھم مرض جیسے جملوں سے بھی یہی طبقہ مراد ہے۔ قرآن کی ابتدا سے ہی اس طبقہ کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔ سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع میں اہل ایمان اور اہل کفر کا ذکر ہے تو دوسرے رکوع کی ابتدا اس طبقہ کے ذکر سے ہوتی ہے۔

"کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زبان سے کہتے پر ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ اور روز جزا پر حالانکہ وہ ذرا بھی صاحب ایمان نہیں۔"

ساتھ ہی ذکر ہوا کہ اس طرزِ عمل کا مقصد دھوکہ و فریب ہے لیکن نقصان انہی کا ہوگا ـــــ اس طرزِ عمل کی قرآن نے وجہ ذکر کی کہ اسلام کی ترقی سے جلتے ہیں، حسد کرتے ہیں اور حسد کا روگ ان کے دلوں میں پیوست ہو چکا ہے۔ یہ رویہ اور طرزِ عمل چونکہ بگاڑ اور فساد کا باعث تھا اس لئے انہیں سمجھایا گیا کہ ایسا نہ کرو۔ لیکن ذرہ برابر ان پر اثر نہ ہوا اثر کیا ہوتا وہ تو کہتے کہ ہم اصلاح کا باعث ہیں۔ ساتھ ہی اس کا ذکر ہوا کہ مخلص مسلمانوں کی طرح ایمان لاؤ۔ اس پر اندر کا خبث باہر آگیا۔ اور مسلمانوں کو بے وقوف کہنے لگے کہ بے وقوفوں کی مانند ہم کیوں ایمان لائیں؟ اللہ تعالےٰ کو اپنے نبی کے رفقاء کی توہین پر غیظ آیا اور فرمایا اصل احمق اور بے وقوف تم ہو ـــــ پھر ان کے دوغلے پن کا ذکر ہے کہ مسلمانوں سے ملے تو ان کو یقین دلایا کہ ہم مسلمان ہیں، کافروں سے ملے تو ان سے کہا ہم تمہارے ہیں۔

بے تحاشا جھوٹ

اللہ تعالےٰ نے سورۃ توبہ میں ذکر کیا کہ کلماتِ کفر بے تحاشا بولتے ہیں لیکن جب پکڑے جاتے ہیں تو صاف مکر جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے سامنے اللہ کے نام کی قسمیں کھا کھا کر انہیں باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم تمہارے ہیں ـــــ لیکن اسی سورۃ میں ہے کہ وحی الٰہی انہیں برابر بے نقاب کر دیتی ہے۔ اور مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ ان کی قسمیں جھوٹی ہیں یہ بزدل ہیں۔ صدق دل سے ایمان تو کیا لاتے رسولؐ کو ایذا پہنچانے سے باز نہیں آتے (توبہ) گویا جھوٹ بولتے، تمسخر کرتے، باتیں بناتے اور ان معاملات میں بہت مشّاق تھے لیکن وحی الٰہی جس طرح ان کو بے نقاب کرتی اس کا علاج ان کے پاس نہ تھا۔ اس لئے ہمیشہ ڈرتے کہ کوئی بات آسمان سے نازل ہو کہ ہمارا بھانڈا نہ پھوڑ دے (التوبہ) اور جب بھانڈا پھوٹتا اور سوال ہوتا تو کہتے کہ ہیں تو ہم مسلمان یہ باتیں محض خوش طبعی کے طور پر کرتے ہیں (التوبہ) قرآن نے اس عذر گناہ کا خوب جواب دیا۔

"تو آپ ان سے کہہ دیں تو اچھا تمہارا یہ استہزا اللہ اور رسولؐ کے ساتھ تھا۔ اب کوئی عذر مت کرو تم وہ ہو کہ مومن کہلانے کے بعد کفر کرنے لگے ہو۔"

میدان جنگ

ان کی منافقانہ روش کا بالعموم اظہار جنگ کے موقع پر ہوتا اور پھر ہوتے ہوتے بات یہاں تک بڑھی کہ نفاق ان کی طبیعتوں میں رچ بس گیا۔ اور اس وجہ سے نیکی سے نفرت اور برائی سے پیار ان کی عادت بن گئی۔ حتیٰ کہ بدقسمتی سے برائی کے پرچارک اور نیکی روکنے والے بن گئے اور غریب پروری اور راہ خدا میں خرچ کرنے سے بخل کرنے لگے (التوبہ) جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نے انہیں بھلا دیا (التوبہ) اور ان کے انجام کا ذکر ان کے ساتھ ہوا جو کھلے کافر اور مشرک ہیں (التوبہ) کافروں اور مشرکوں کے ساتھ ان کے انجام کا ذکر سورۃ الاحزاب میں بھی ہے، الفتح میں بھی ہے۔

اصل جرم

سورۂ الفتح سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل جرم یہی تھا کہ ان کی زبان دل کی رفیق نہ تھی، اور جب یہ عادت بن گئی تو پوری زندگی بگاڑ کا شکار ہو گئی۔ مسلمانوں سے آج کی اصطلاح میں سرد جنگ جاری رکھنا اور افواہ سازی ان کا وطیرہ ہو گئی (الاحزاب) اللہ تعالےٰ کا قہر اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور فرمایا کہ یہ اتنے بدترین ہیں کہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے (النساء) حتیٰ کہ حضور علیہ السلام کو فرمایا کہ آخرت سے پہلے دنیوی کافروں کے ساتھ ان پر بھی سختی برتیں (التحریم) جناب نبی کریم علیہ السلام کو فرمایا یہ طبقہ کمال درجہ کا گستاخ، بدتمیز اور نامراد ہے۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ وہ ان کی شرارتوں سے آپ کو آگاہ کر دیتا ہے ورنہ آپ ان سے واقف نہ تھے (التوبہ) قرآن نے یہ بھی صراحت کر دی کہ یہ محض شہر میں ہی نہیں قریبی آبادیوں میں بھی ان کے ایجنٹ ہیں اور وہ اتنا ذسے بڑھ گئے ہیں (التوبہ) غریب مسلمانوں کا مذاق ان کے جرائم میں شامل تھا (التوبہ) اور قرآن نے سورۂ توبہ میں بتلا دیا کہ یہ نفاق و

منافقت بطور سزا ان پر مسلط ہو گیا۔ اسلام و پیغمبر اسلام کے ساتھ مذاق اور تمسخر کر کے یہ سوچا کہ ہماری کسی کو خبر نہیں اس پر انہیں بڑا ناز تھا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ناز نہ کرو کہ ہم تمہاری مکاریوں سے بخوبی واقف ہیں۔

دشمنی کی انتہا

اسلام دشمنی میں اندھے پن کا اندازہ اس سے لگائیں کہ مسجد ضرار کے نام سے کفر و شرارت کا اڈہ بنا ڈالا۔ (التوبہ) جسے بحکم باری تعالےٰ مسلمانوں نے گرا دیا۔ مسلمانوں کی جہادی مہمات سے ورغلانا تک ان کی فطرت بن گئی۔ (التوبہ) یہ الگ بات ہے کہ مخلص مسلمان ان کے جھانسے میں بتوفیق الٰہی نہ آتے۔ جب یہ حالت ہو گئی تو پیغمبر کی دعا و مناجات بھی ان کے لئے بخشش کا سامان نہ بن سکی (التوبہ) اس کا پس منظر یہ ہے کہ ابن ابی رئیس المنافقین کا جنازہ آپ نے ترحّم و تلطّف کی وجہ سے پڑھا لیکن اللہ نے کہا کہ آپؐ کی دعا کے باوجود اس کی بخشش نہ ہو گی — حتّیٰ کہ حکم ہو گیا کہ ایسوں کا جنازہ نہ پڑھیں۔ ان کی قبر پر ان کی مغفرت کی دعا نہ کریں۔ قرآن نے کہا کہ ان کا تو یہ حال ہے، کہ جہاد کی بات ہوتی ہے۔ تو گویا ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے پھر ان سے نرمی کیوں؟ (سورۂ محمد) اور جب اللہ کے رسول کی زبان سے خدائی تنبیہ سنتے ہیں تو بدحواس ہو جاتے ہیں۔ (سورۂ محمد) معاشی طور پر یہ قوم آسودہ حال تھی (منافقون) اس لئے بزدلی اور تھڑ دلا پن ان میں آگیا تھا۔ یہ آسودہ حالی اس سطح کی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کی وساطت سے مسلمانوں کو سمجھا دیا کہ اس کے سبب تم متاثر نہ ہو جانا (التوبہ) کہ یہ محض وقتی کھیل ہے۔

پوری سورۃ

اللہ تعالےٰ کے یہاں یہ کتنے مردود تھے۔ اس کا اندازہ اس سے کریں کہ پوری سورۃ ان کے نام سے ہے۔ جس میں بتلایا گیا ہے کہ اپنے جھوٹے ایمان کا یقین دلانے کو قسمیں کھاتے ہیں (یہ بات سورۂ مجادلہ میں بھی ہے) لیکن ہیں یہود کے دوست جیسا کہ المجادلہ میں تصریح ہے دوست کیا انہی کا فقہ کالم۔ اللہ نے فرمایا قبول حق سے ایسے محروم ہوتے گویا دلوں پر تالے پڑ گئے کیونکہ ایسے نامراد ہیں کہ رسولؐ کی خدمت میں آ کر مذاق کے انداز میں مغفرت کی دعائیں کرواتے ہیں۔ گویا رسول کے ساتھ ساتھ رسول بھیجنے والے سے بھی مذاق کرتے ہیں (منافقون) اس لئے رسولؐ نے فرما دیا کہ ان کی درخواست پر کبھی آپ استغفار کریں گے بھی تو فائدہ نہ ہوگا (منافقون)

رسول اور ان کے ساتھیوں سے جو بغض تھا اس کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اپنے صاحب ثروت ساتھیوں سے کہتے کہ ان مسلمانوں پر کوئی چیز خرچ نہ کرو تاکہ یہ بھوک سے تنگ آ کر رسول کا ساتھ چھوڑ دیں اور پھر اپنے طور پر باعزت بنتے تو مسلمانوں کو ذلیل کہتے۔ ان دونوں باتوں کا اللہ نے یوں جواب دیا۔ کہ تمہارے خرچ نہ کرنے سے کیا بنے گا؟ خزانے تو اللہ کے قبضے میں ہیں اور تمہارا کسی کو ذلیل کہنا چہ معنی دارد؟ عزت تو اللہ، اس کے رسول اور سچے مسلمانوں کا مقدر ہے اور بطور حرف آخر سورۂ حدید کی آیات کا ترجمہ سنیں۔ جن میں عبرت ناک انجام کا ذکر ہے — ارشاد ہوتا ہے:

"جس دن منافق مرد اور عورتیں جنّت جانے والے مسلمانوں سے کہیں گے ہمارا انتظار کر لو کہ ہم تمہارے نور کی روشنی حاصل کریں انہیں جواب ملے گا پیچھے کو لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو۔ اس کے بعد اُن کے اور اِن کے درمیان

اِسلام اور جغرافیائی مرکزیّت

تحریر
مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کا ایک ارضی مرکز نہ ہو

کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کا کوئی ارضی مرکز نہ ہو۔ کوئی تعلیم باقی نہیں رہ سکتی جب تک اس کی قائم و جاری درس گاہ نہ ہو۔ کوئی دریا جاری نہیں رہ سکتا جب تک ایک محفوظ سرچشمہ سے اس کا تعلق نہ ہو۔

نظام شمسی کا ہر ستارہ روشنی اور حرارت صرف اپنے مرکز شمسی ہی سے حاصل کرتا ہے اسی کی بالا تر جاذبیت ہے جس نے یہ پورا معلق کارخانہ سنبھال رکھا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ط

یہی قانون الٰہی ہے جس پر اس کی شریعت کے تمام جماعتی احکام مبنی ہیں پس جس طرح اسلام نے امت کی بقاء اور ہدایت کے لیے ہر طرح کے مرکز قرار دیئے ضرور تھا کہ ایک ارضی مرکز بھی قیامت تک کے لیے قرار دیدیا جائے۔

ان بے شمار مصلحتوں اور حکمتوں کی بنا پر جن کی تشریح کا یہ موقع نہیں اسلام نے اس غرض سے سرزمین حجاز کو منتخب فرمایا یہی ناف زمین کی آخری اور دائمی ہدایت وسعادت کے لئے مرکزی سرچشمہ اور روحانی درس گاہ قرار پائی اور چونکہ سرزمین حجاز جزیرہ عرب میں واقع ہے۔ وہی اسلام کا اولین وطن، وہی اس کا سب سے پہلا سرچشمہ تھا۔ اس لیے ضروری تھا کہ اسلامی مرکز کے قریبی گرد و پیش کا وہی حکم ہوتا جو اصل مرکز کا۔ لہٰذا یہ تمام سرزمین بھی جو کہ حجاز کی، وادی غیر ذی زرع کو گھیرے ہوئے ہے اسی حکم میں داخل ہو گئی۔ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ

مرکزی ارض سے مقصود یہ ہے۔ کہ اسلام کی دعوت ایک عالمگیر اور دنیا کی بین الملّی دعوت تھی وہ کسی خاص ملک اور قوم میں محدود نہ تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کے اجزاء تمام کرۂ ارض میں بکھر جانے اور پھیل جانے والے تھے، پس ان بکھرے ہوئے اجزاء کو ایک دائمی متحدہ قومیت کی ترکیب میں قائم رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ کوئی ایک مقام ایسا مخصوص کر دیا جاتا جو ان تمام متفرق و منتشر اجزاء کے لیے اتحاد و انضمام کا مرکزی نقطہ ہوتا سارے بکھرے ہوئے اجزاء وہاں پہنچ کر سمٹ جاتے۔ تمام پھیلی ہوئی شاخیں وہاں

اکٹھی ہوکر جڑ جاتیں۔ ہر شاخ کو اس کی جڑ سے زندگی ملتی۔ ہر نہر اس سرچشمہ سے سیراب ہوتی۔ ہر ستارہ اس سورج سے روشنی اور گرمی لیتا۔ ہر دوری اس سے قُرب پاتی۔ ہر فصل کو اس سے مواصلت ملتی۔ ہر انتشار کو اس سے اتحاد و یگانگی حاصل ہوتی۔ وہی مقام تمام امت کی تعلیم و ہدایت کے لیے ایک وسطی درس گاہ کا کام دیتا وہی تمام کرۂ ارض کی پھیلی ہوئی کثرت کے لیے نقطۂ وحدت ہوتا ساری دنیا ٹھنڈی پڑ جاتی۔ پر اس کی تنویر کبھی نہ بجھتی۔ ساری دنیا تاریک ہو جاتی مگر اس کی روشنی گل نہ ہوتی۔ اگر تمام دنیا اولاد آدم کے باہمی جنگ و جدال اور فتنہ و فساد سے خونریزی کا دوزخ بن جاتی پھر بھی ایک گوشہ قُدس ایسا رہتا جو ہمیشہ امن و صحت کا بہشت ہوتا اور انسانی فتنہ و فساد کی پرچھائیں بھی وہاں نہ پڑ سکتیں۔

اس کا ایک ایک چپہ مقدس ہوتا اس کا ایک ایک کونہ خدا کے نام پر محترم ہو جاتا اس کا ایک ایک ذرہ اس کے جلال و قدوسیت کا جلوہ گاہ ہوتا۔ خونریز اور سرکش انسان ہر مقام کو اپنے ظلم و فساد کی نجاست سے آلودہ کر سکتا پر اس کی فضا و مقدس ہمیشہ پاک و محفوظ رہتی اور جب زمین کے ہر گوشے میں انسانی سرکشی اپنی مجرمانہ خداوندی کا اعلان کرتی تو وہاں خدا کی سچی بادشاہت کا تخت عظمت و جلال بچھ جاتا اور اس کا ظلِ عاطفت تمام بندگانِ

تم کہیں بھی ہو

لیکن چاہیئے کہ اپنا رُخ

اسی کی جانب رکھو

حُکم بَاری تعالیٰ

حق کو اپنی طرف کھینچ بلاتا۔ دنیا پر کفر و شرک کے جماؤ اور اٹھان کا کیسا ہی سخت اور بُرا وقت آجاتا مگر سچی توحید اور بے جیل خدا پرستی کا وہ ایک ایسا گھر ہوتا جہاں خدا اور اس کی صداقت کے سوا نہ کسی خیال کی پہنچ ہوتی۔ صدا کی گونج اُٹھ سکتی۔ وہ انسان کی پھیلی ہوئی نسل کے لیے ایک مشترک اور عالمگیر گھر ہوتا۔ کٹ کٹ کر قومیں وہاں جڑتیں اور بکھر بکھر کر نسلیں وہاں سمٹتیں۔ پرند جس طرح اپنے آشیانوں کی طرف اڑتے ہیں اور پروانوں کو تم نے دیکھا ہے کہ روشنی کی طرف دوڑتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح انسانوں کے گروہ اور قوموں کے قافلے اس کی طرف دوڑتے اور زمین کی خشکی و نرمی کی وہ ساری راہیں جو اس تک پہنچ سکتیں ہمیشہ مسافروں اور قافلوں سے بھری رہتیں۔

دنیا بھر کے زخمی دل وہاں پہنچتے اور شفا اور تندرستی کا مرہم پاتے۔ بیقرار و مضطر روحوں کے لیے اس کے آغوشِ کرم میں آرام و سکون کی ٹھنڈک ہوتی گناہوں کی کثافتوں سے آلود جسم وہاں لائے جاتے۔ اور محرومی و نامرادی کی مایوسیوں سے گھائل دل مچلتے اور تڑپتے ہوئے اس کی جانب دوڑتے تو اس کی پاک ہوا امید و نامراد کی عطر بیزی سے مشکبار ہو جاتی۔ اس کے پہاڑوں کی چوٹیاں خدا کی محبت و بخشش کے بادلوں میں چھپ جاتیں۔ اور اس کی مقدس فضا میں رحمت کے فرشتے غل و غول اتر کر اپنی معصوم مسکراہٹ اور اپنے پاک نغموں کے ساتھ مغفرت اور مقبولیت کی بشارتیں بانٹتے۔

شاخوں کی شادابی جڑ پر موقوف ہے درختوں کی۔ اگر جڑ سلامت ہے تو شاخوں اور پتوں کے مرجھا جانے سے باغ اجڑ نہیں سکتا۔ بس ٹہنیاں کاٹ دی جائیں گی تو بہیں نئی نکل آئیں گی اس طرح قوم کا مرکز ارضی اگر محفوظ ہے تو اس کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں کی بربادی سے قوم نہیں مٹ سکتی۔ سارے ٹکڑے مٹ جائیں اگر مرکز باقی ہے تو پھر نئی نئی شاخیں پھولیں گی اور نئی نئی زندگیاں ابھریں گی۔ پھر جس طرح مسلمانوں کے اجتماعی دائرہ کے لیے خلیفہ و امام کے وجود کو مرکز ٹھرایا گیا اسی طرح ان کی ارضی وسعت و انتشار کے لیے عبادت کدہ ابراہیمی کا کعبۃ اللہ اس کی سرزمینِ حجاز اور اس کا ملک جزیرہ عرب، دائمی مرکز

قرار پایا یہی معنی ان آیاتِ کریمہ کے ہیں۔

ترجمہ: "اللہ نے کعبہ کو اس کا محترم گھر بنایا۔ انسانوں کے بقاء و قیام کا باعث ٹھرایا"۔

ترجمہ: اور جب ایسا ہُوا کہ ہم نے خانہ کعبہ کو انسانوں کے لیے اجتماع کا مرکز اور امن کا گھر بنایا اور جو اس کے حدود کے اندر پہنچ گیا اس کے لیے کسی طرح کا خوف اور ڈر نہیں اور یہی علت تھی تحویل قبلہ کی۔ نہ وہ جو کہ لوگوں نے سمجھی"۔

ترجمہ: اور تم کہیں بھی ہو لیکن چاہیئے کہ اپنا رُخ اس کی جانب رکھو"۔

کیونکہ جب یہی مقام ارضی مرکز قرار پایا تو تمام افراد اقوام کے لیے لازمی ہوا کہ جہاں کہیں بھی ہوں رخ ان کا اسی طرف رہے اور دن میں پانچ مرتبہ اپنے قومی مرکز کی طرف متوجہ ہوتے رہیں۔ اور یاد رہے کہ منجملہ بے شمار مصالح و حکم کے۔ ایک بڑی مصلحت فریضہ حج میں یہ بھی ہے کہ ساری اُمت، تمام کرۂ ارضی اور تمام اقوام عالم کو اس نقطۂ مرکز نے دائمی پیوستگی بخش دی۔

ترجمہ:۔ "اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو۔ پھر ایسا ہوگا کہ ساری دنیا کو یہ گوشہ برکت کھینچ بلائے گا۔ لوگوں کے پیادے اور سوار قافلے دور دور سے یہاں پہنچیں گے"۔

اس مرکز کے قیام و بقار کے لیے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ دائمی طور پر اس کو صرف اسلام کے لیے مخصوص کر دیا جائے جب تک یہ خصوصیت قائم نہ کی جائے امت کے لیے اس مرکزیت کے مطلوبہ مقاصد و مصالح حاصل نہ ہوتے۔

چنانچہ اسی بنا پر مسلمانوں کو حکم دیا گیا۔

ترجمہ: "مسجد حرام کے حدود صرف توحید کی پاکی کے لیے مخصوص ہیں۔ اب آئندہ کوئی غیر مسلم اس کے قریب بھی نہ آنے پائے یعنی نہ صرف یہ کہ وہاں غیر مسلم نہ آئیں بلکہ کسی حال میں داخل بھی نہ ہوں۔

جمہور اہل اسلام نے اتفاق کیا کہ مسجد حرام سے مقصود صرف احاطہ کعبہ ہی نہیں بلکہ تمام سرزمین حرم ہے اور دلائل و مباحث اس کے اپنے مقام پر درج ہیں۔

اسی طرح احادیث صحیح وکثیرہ سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رض جابر رض، ابوہریرہ رض، عبداللہ بن زید رض، رافع بن خدیج رض، سہیل بن حنیف رض، وغیرھم اجلہ صحابہ سے مروی ہیں۔ ثابت ہو چکا ہے کہ مدینہ کی زمین بھی مثل مکہ کے حرم ہے اور ثور اس کے حدود ہیں۔

المدینۃ حَرَامٌ بَیْن عَیْرٍ اِلٰی ثَوْرٍ

اخرجہ الشیخان اور روایت سعد کہ

انی احرم مابین لابتی المدینہ ان یقطع عضاھا و یقتل صیدھا

رواہ مسلم اور روایت انس متفق علیہ۔

اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم مابین لا بیتھا۔

خدایا ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم ٹھرایا اور میں مدینہ کو حرم ٹھراتا ہوں۔ یہ احکام تو خاص اس مرکز کی نسبت تھے۔ باقی رہا اس کا گرد و پیش یعنی جزیرہ عرب تو گو اس کے لیے اس قدر اہتمام کی ضرورت نہ تھی تاہم اس کا خاص اسلامی ملک ہونا ضروری تھا تاکہ اسلامی مرکز کا گرد و پیش اور اس کا مولد منشا ہمیشہ غیروں کے اثر سے محفوظ رہے اسلام کا جب ظہور ہوا؛ تو علاوہ مشرکین عرب کے یہود و نصاریٰ کی بھی ایک بڑی جماعت جزیرہ عرب میں آباد تھی مدینہ میں۔ متعدد یہودیوں کے قبیلے تھے خیبر میں انہی ہی کی ریاست تھی۔ یمن میں نجران بہت بڑا عیسائیوں کا مرکز تھا مدینہ میں آپ کی زندگی ہی میں یہودیوں سے سرزمین خالی ہوگئی آخری جاعت جو مدینہ سے خارج کی گئی بنو قینقاع اور بنو حارثہ کا گروہ تھا۔

بخاری و مسلم میں اس آخری اخراج کا واقعہ بروایت حضرت ابوہریرہ رض مروی ہے۔ آپ صحابہ کو ساتھ لے کر یہودیوں کی تعلیم گاہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا: "اسلام قبول کرو نجات پاؤ گے" پھر فرمایا میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ تم کو اس ملک سے خارج کردوں۔ پس اپنا مال و متاع فروخت کرنا چاہو تو کر دو ورنہ جان رکھو کہ اس ملک کی حکومت صرف اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کے لیے ہے۔

جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو دو مقام ایسے رہ گئے تھے جہاں سے یہود و نصاریٰ کا اخراج نہ ہو سکا۔ خیبر

اور نجران۔ پس آپ نے وصیت فرمائی کہ آئندہ جزیرۂ عرب صرف اسلام کے لیے مخصوص کر دیا جائے جو غیر مسلم اس ملک میں باقی رہ گئے ہیں خارج کر دیئے جائیں۔ امام بخاری نے باب باندھا ہے

اخراجُ الیھود من جزیرۃ العرب

اس میں پہلی روایت یہود مدینہ کے اخراج کی لائے ہے جو اوپر گذر چکی ہے۔ دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔ ایک یہ تھی: اَخۡرِجُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ من جزیرۃ العرب۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

اِقۡتَصَرَ عَلٰی ذِکۡرِ الیھود لانھم یوحّدون اللّٰہ تعالٰی الا القلیل وَمَعَ ذالِکَ اَمَرَ بِاَخۡرَاجِھِمۡ فَیَکُوۡنُ اِخۡرَاجُ غَیۡرِھِمۡ مِنَ الۡکُفَّارِ بِطَرِیۡقِ اَوۡلٰی (فَتۡحُ الۡبَارِیۡ)

یعنی امام بخاریؒ نے عنوان باب میں صرف یہود کا ذکر کیا ہے اس میں استدلال یہ ہے کہ تمام غیر مسلم اقوام میں یہودی سب سے زیادہ توحید کے قائل ہیں ان کو خارج کیا گیا تو دیگر مذاہب کے اخراج کا وجوب بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گیا پس حاجت تصریح نہیں۔ حضرت عمرؓ کی حدیث میں یہود و نصاریٰ کا لفظ ہے۔

لَاُخۡرِجَنَّ الۡیَھُوۡدَ وَالنَّصَارٰی مِنۡ جَزِیۡرَۃِ الۡعَرَبِ حَتّٰی لَا اَدَعَ اِلَّا مُسۡلِمًا۔ رواہ المسلم واحمد والترمذی مُحَمَّد ط

ابوعبیدہ بن جراح سے امام احمد نے روایت کی ہے:

آخرما تکلّم بہٖ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَخۡرِجُوا الۡیَھُوۡدَ مِنَ الۡحِجَازِ وَاَھۡلَ نَجۡرَانَ مِنۡ جَزِیۡرَۃِ الۡعَرَبِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت نے اس کی علت بھی واضح کر دی ہے۔

اٰخرما عَھِدَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنۡ قَالَ لَا یُتۡرَکُ بِجَزِیۡرَۃِ الۡعَرَبِ دینان (رواہ احمد)

یعنی سب سے آخری وصیت رسول اللہؐ کی یہ تھی کہ جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں صرف اسلام ہی کے لیے خاص ہو جائے امام مالک نے موطا میں عمر بن عبدالعزیز اور ابن شہاب کے مراسیل نقل کئے ہیں اور مسعودی وغیرھم نے یہی باب باندھا ہے۔

حضرت عمر ابن العزیز نے آخری تکلم قَاتَلَ اللّٰہُ الۡیَھُوۡدَ وَالنَّصَارٰی جو نقل کیا ہے حضرت عائشہ سے صحیحین وغیرھا میں بطریق رفع بھی ثابت ہے۔ حافظ نووی نے گو امام بخاری کا اتباع کیا اور احبلاء الیھود کا باب استدلالاً کافی سمجھا لیکن حافظ منذری نے تلخیص مسلم میں "اخراج الیھود و النصاریٰ من جزیرۃ العرب" کا الگ باب باندھا ہے جزیرہ عرب والی روائتیں روایت احبلاء یہود سے الگ کر دی ہیں۔ یہ وصیت نبوی علاوہ طریق بلا کے مسند امام احمدؒ مسند حمیدی سنن بیہقی وغیرہ میں بھی مختلف طریقوں سے مروی ہے اور سب کا مضمون متحد اور باہمد گیر اجمال وتبیین اور اعتقاد تقویت کا حکم رکھتا ہے۔

احکام شرعیہ دو قسم کے ہیں ایک قسم ان احکام کی ہے جن کا تعلق افراد کی اصلاح و تزکیہ سے ہوتا ہے۔ جیسے تمام اوامر و نواہی اور فرائض و واجبات دوسرے وہ ہیں جن کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ امت کے قومی اور اجتماعی فرائض اور ملکی سیاسیات سے ہوتا ہے۔ جیسے فتح ممالک اور قوانین سیاسیہ وملکیہ۔

سنت الٰہی یوں واقع ہوتی ہے کہ پہلی قسم کے احکام خود شارع کی زندگی ہی میں تکمیل تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ دنیا نہیں چھوڑتا مگر ان کی تکمیل کا اعلان کر کے، لیکن دوسری قسم کے لیے ایسا ہونا ضروری نہیں۔ لیا احکام ایسے ہوتے ہیں جن کے نفاذ اور وقوعہ کے لیے ایک خاص وقت مطلوب ہوتا ہے اور وہ شارع کے بعد بتدریج و تکمیل و تنفیذ پاتے ہیں پس ان کی نسبت یا تو بطریق پیش گوئی کے خبر دیدی جاتی ہے، یا اپنے جانشینوں کو وصیت کر دیجاتی ہے۔

یہ معاملہ اسی دوسری قسم میں تھا۔ کہ اس کا پورا پورا نفاذ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں ہو جاتا آپ نے یہود مدینہ کے اخراج سے عملاً نفاذ شروع کر دیا۔

یہود خیبر سے ابتداء میں شرط کر لی تھی کہ جب ضرورت ہوگی اس سرزمین

سے خارج کر دیئے جاؤ گے

پھر تکمیل کے لیے اپنے جانشینوں کو وصیت فرما دی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں تکمیل کا وقت آگیا اور یہود خیبر نے طرح طرح کی شرارتیں اور نافرمانیاں کر کے خود ہی اس کا موقع پہنچا دیا پس حضرت عمرؓ نے اس وصیت کی تحقیق کی جب پوری طرح تصدیق ہو گئی تو تمام صحابہؓ کو جمع کر کے اعلان کر دیا۔ سب نے اتفاق کیا اور یہود و خیبر و فدک خارج کر دیئے گئے۔

اس طرح نجران سے بھی عیسائیوں کا اخراج عمل میں آیا۔

امام بخاری نے یہود خیبر کے اخراج کا واقعہ کتاب الشروط کے باب: اِذَا اشۡتَرَطَ فِی الۡمُزَارِعَۃِ اِذَا شِئۡتُ اَخۡرَجۡتُکَ۔ میں درج کیا ہے اور ترجمہ میں استدلال ہے کہ یہود خیبر کا تقرر پہلے ہی سے عارضی و مشروط تھا بالاستقلال نہ تھا۔ حافظ عسقلانی لکھتے ہیں۔ حضرت عمر کے اجلاء کردہ اہل کتاب کی تعداد ۴۰ ہزار منقول ہے۔

پس صاحب شریعت کے قول وعمل ان کے آخری لمحات حیات کی وصیت حضرت عمرؓ نے تفحص و تصدیق تمام صحابہؓ کے اجماع و اتفاق سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسلام نے ہمیشہ کے لیے جزیرہ عرب کو صرف اسلامی آبادی کے لیے مخصوص کر دیا ہے الّا یہ کہ کسی مصلحت سے خلیفۂ وقت عارضی طور پر کسی گروہ کو داخل ہونے کی اجازت دے دے

اور ظاہر ہے کہ جب وہاں غیر مسلموں کا قیام اور دو دینوں کا اجتماع شریعت کو منظور نہیں تو غیر مسلم کی حکومت یا حاکمانہ نگرانی و بالادستی کو جائز رکھنا کب مسلمانوں کے لیے جائز ہو سکتا ہے۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ جزیرہ عرب سے مقصود کیا ہے؟ تو یہ بالکل واضح ہے اس کے لیے کسی بحث و نظر کی ضرورت ہی نہیں نص حدیث میں "جزیرۂ عرب" کا لفظ وارد ہے اور عقلاً و اصولاً معلوم ہے کہ جب تک کوئی سبب قوی موجود نہ ہو کسی لفظ کے منطوق اور عام و متعارف مدلول سے انحراف جائز نہ ہوگا، اور نہ بلا مخصص کے قیاساً تخصیص جائز، شارع نے "جزیرہ" کا لفظ کہا اور دنیا میں اس وقت سے لے کر اب تک جزیرہ عرب کا اطلاق ایک خاص ملک پر ہر انسان کر رہا اور جان رہا ہے پس جو مطلب اس کا سمجھا جاتا تھا اور سمجھا جاتا ہے وہی سمجھا جائے گا۔

تمام مورخین اور جغرافیہ نگاران قدیم و جدید متفق ہیں کہ عرب کو "جزیرہ" اس لیے کہا گیا ہے کہ تین طرف سمندر اور ایک طرف دریا کے پانی سے محصور ہے یعنی تین طرف بحر ہند، خلیج فارس بحر احمر۔ و۔ قلزم واقع ہیں ایک طرف دریائے دجلہ و فرات ہیں۔

فتح الباری وغیرہ میں ہے۔

قال الخلیل سمیت جزیرۃ العرب لِاَنّ بحر فارس و بحر الحبشۃ والفرات والدجلۃ احاطت بھا۔

اور اصمعی کا قول ہے:

لاحاطۃ البحار بھا یعنی بَحۡرَ الھند والقلزم وبحرِ فارس و بحر الحبشۃ و دجلہ۔

نہایہ میں امام زہری کا قول نقل کیا ہے

سمیت جزیرۃ لِاَنَّ بَحۡرَ الفارسِ وبحر اسودان احاطۃ بجانبیھا واحاطۃ بالجانب الشمالی دجلۃٌ وفراتٌ

یہی قول ارباب لغت کا بھی ہے۔

قاموس میں ہے۔ جزیرۂ عرب احاطہ بہ بَحۡرُ الۡھِنۡدِ والشام ثم دجلۃ والفرات

پروفیسر پطرس لبنانی نے بھی (جو زمانہ حال میں شام کا ایک مشہور مسیحی مصنف گذرا ہے اور جس نے عربی میں انسائیکلوپیڈیا لکھنی شروع کی تھی "محیط المحیط" میں یہی تعریف کی ہے۔

حاصل سب کا یہی ہے کہ جزیرہ عرب وہ سرزمین ہے جس کے تین جانب سمندر ہیں اور شمالی جانب دریائے دجلہ و فرات سب سے زیادہ مفصل جغرافیہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں دیا ہے اس سے زیادہ جامع و معتبر کتاب عربی میں جغرافیہ و تقویم البلدان کی کوئی نہیں۔

ایک جگہ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عرب اس لیے جزیرہ مشہور ہوا کہ سمندروں اور دریاؤں میں گھرا ہوا ہے صورت اس کی یوں ہے کہ دریائے فرات بلد روم سے شروع ہوا اور قنطرین کے نواح میں عرب کی سرحد پر ظاہر ہوا پھر عراق میں ہوتا ہوا بصرہ کے پاس سمندر میں جا ملا وہاں سے پھر سمندر نے عرب کو گھیرا اور

قطیف و ہجر کے کناروں سے ہوتا ہوا عمان اور شام سے گذر گیا۔ پھر حضر موت اور عدن ہوتا ہوا پچھم کی جانب یمن کے ساحلوں سے ٹکرایا حتیٰ کہ جدہ نمودار ہوا جو مکہ و حجاز کا ساحل ہے پھر ساحل طور اور خلیج ایلیہ پر جاکر سمندر کی شاخ ختم ہوگئی۔

پھر سرزمین مصر شروع ہوتی ہے اور قلزم نمودار ہوتی ہے۔ اور اس کا سلسلہ بلد فلسطین سے سواحل عسقلان ہوتا ہوا ان سرزمین صور و ساحل اردن تک بیروت پر پہنچتا ہے اور آخر میں پھر قنسرین تک منتہی ہوکر وہ جگہ آتی ہے جہاں سے فرات نے عرب کا احاطہ شروع کیا تھا۔

پس اس طرح چاروں طرف پانی کا سلسلہ قائم ہے۔ بحر احمر و قلزم کی درمیانی خشکی بھی پانی سے خالی نہیں کیونکہ سوڈان سے دریائے نیل وہاں آپہنچتا ہے اور قلزم میں گرتا ہے۔ یہی جزیرہ ہے جس سے عرب کی سرزمین عبارت ہے اور یہی عرب اقوام کا مولد و منشا ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ جزیرہ عرب کی حدود کیا ہیں۔ عرب کا نقشہ اپنے سامنے رکھو اور اس پر مندرجہ بالا تخطیط ملحوظ کرکے دیکھو اوپر شمال ہے داہنے جانب میں مغرب شمال میں دریائے فرات مغرب سے خم کھاتا ہوا نمودار ہوتا ہے اور صحرائے شام کے کنارے سے گزرتا ہوا دجلہ میں مل جاتا ہے پھر دونوں مل کر خلیج فارس میں گرتے ہیں۔ فرات کے پیچھے دجلہ کا خط ہے اس پر بغداد واقع ہے۔

خلیج فارس کے مشرق میں ایران ہے اور مغربی ساحل میں قطیف و ہجر۔ پھر یہ خلیج تنگنائے ہرمز سے نکل کر مسقط و عمان کے کنارے سے گزرتا ہے۔ اور اس کے بعد ہی بحر عمان نمودار ہوجاتا ہے اس کے بعد حضر موت کا ساحل دیکھو گے پھر عدن آگیا اور باب المندب سے جونہی آگے بڑھے بحر احمر شروع ہوگیا چونکہ اس کا مغربی ساحل افریقہ و حبش سے متصل ہے اس لیے قدیم جغرافیہ میں اس کو بحر حبش بھی کہتے ہیں بحر احمر کے کنارے پہلے یمن ملے گا پھر جدہ۔ اس کے بعد ساحل حجاز خشکہ سمندر کی شاخ پتلی ہوکر طور سینا تک منتہی ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی خلیج عقبہ کی شاخ نمودار ہوئی۔

اب مصر کی سرزمین شروع ہو گئی نہر سویز کے بننے سے پہلے یہ خشکی کا ایک ٹکڑا تھا جس کو بحر احمر نے بحر متوسط سے جدا کر دیا تھا اسلیئے صاحب منجم نے یہاں دریائے نیل کا ذکر کیا جس کو اس درمیانی قطعہ خشک کی بائیں جانب دیکھ رہے ہو وہ قاہرہ سے ہوتا ہوا اسکندریہ کے پاس سمندر میں گرتا ہے پس اگرچہ اس زمانہ میں یہ ٹکڑا خشک تھا مگر سمندر کی جگہ دریائے نیل کا خط آبی موجود تھا اس کے بعد بحر متوسط ہے جس کے ابتدائی حصہ کو قدیم جغرافیہ نویس بحر مصر و شام سے موسوم کرتے تھے اس پر بیروت واقع ہے اور ساحل کے اندر کی جانب دیکھوگے

تو پھر وہی مقام سامنے ہوگا، جہاں سے دریائے فرات نمودار ہوکر خلیج فارس کی جانب بڑھا تھا۔

پس یہ مثلث نما ٹکڑا ہے جو اس تمام بحری احاطہ کے اندر واقع ہے۔ صرف خشکی کا ایک حصہ شمال میں فرات کے بائیں جانب نظر آتا ہے یعنی سرحد شام یہی مثلث ٹکڑا جزیرہ عرب ہے۔ قدیم و جدید جغرافیہ نگار اس پر متفق ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عرب کے "جزیرے" اور جزیرہ نما ہونے میں سب سے اہم وجود دریائے دجلہ و فرات کا ہے کیونکہ اگر یہ عرب کی حدود سے کوئی متصل تعلق نہیں رکھتے تو پھر اس کی ایسی صورت ہی باقی نہیں رہتی۔ جس پر جزیرہ کا اطلاق ہو سکے یعنی شمال کی جانب بالکل خشک رہ جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جس کسی نے عرب کی تعریف کی۔ احاطہ بحر و نہر کا لفظ کہہ کر واضح کر دیا کہ جانب شمال دجلہ تک پھیلا ہوا ہے اور جنہوں نے مقامات کا نام لے کر حدود متعین کیں انہوں نے بھی صاف کہہ دیا کہ شمالی حد دجلہ ہے۔ نہایہ معجم البلدان اور فتح الباری میں اصمعی کا قول منقول ہے۔

مِنْ اَقْصٰی عَدَنِ اِلٰی بَیْنَ رِیْفَ العِرَاقِ طُوْلاً وَمِنْ جِدَّۃَ وَسَاحِلِ البَحْرِ اِلٰی اَطْرَافِ الشَّامِ عَرْضًا۔

کرمانی نے کہا:

حَیَّ مَا بَیْنَ عَدَنِ اِلٰی رِیْفِ العِرَاقِ طُوْلاً وَمِنْ جِدَّۃِ اِلَی الشَّامِ عَرْضًا۔

یہی قاموس میں ہے ایسا ہی ابن کلبی

سے مروی ہے وقار بک طظاوی نے قدیم و جدید کتب سے اخذ کرکے عربی میں تعریفات النافعہ ید الجغرافیہ لکھی اس میں یہی حدود ہیں پس صاحب معجم کی تفصیل اور تمام اقوال سے ثابت ہو گیا کہ جزیرہ عرب طول میں عدن سے لے کر عراق کی ترائی تک اور عرض سے ساحل بحر احمر سے خلیج فارس تک پھیلا ہوا ہے اس کی حد شمال میں دائیں جانب دجلہ ہے اور اگر عرض کا خط کھینچیں تو بائیں جانب شام۔ آج کل کے جغرافیوں میں بھی عرب کے یہی حدود تبلائے جاتے ہیں پچھم میں بحر احمر جنوب میں بحر ہند پورب میں خلیج فارس اور دکن میں ملک شام۔

اس معجم البلدان میں عراق کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اَیْ اَنَّھَا اَسْفَلَ اَدْھَنَ العَرَبِ۔ یعنی عراق اس لیے نام ہوا کہ زمین عرب کا سب سے زیادہ نچلا حصہ ہے اس لیے بھی ثابت ہوا کہ عراق عرب میں داخل ہے البتہ عراق کا وہ حصہ جو دجلہ کے پار واقع ہے اس میں داخل نہ ہوگا۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

دیوار قائم کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندرونی طرف رحمت ہوگی تو بیرونی طرف عذاب اب منافق مسلمانوں سے کہیں گے کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ مسلمان کہیں گے تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے آپ کو گمراہی میں پھنسا لیا تھا۔ تم منتظر رہتے تھے اور تمہاری آرزوؤں نے تمہیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور تم کو اس بڑے دھوکہ باز نے اللہ کے معاملے میں دھوکہ میں مبتلا کر رکھا تھا —— الغرض تم سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کافروں سے —— تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہی تمہارا رفیق ہے اور کیا ہی برا ٹھکانہ ہے"۔

محترم حضرات! یہ المناک انجام ہے منافقت کا، دوغلے پن کا، دورُخے پن کا، اس بات کا کہ زبان پہ کچھ ہے' دل میں کچھ۔ —— صورت حال آج بڑی دگرگوں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی ضرورت ہے اور اس مرض سے پناہ مانگنے کی۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

تعلیم القرآن سوسائٹی جامع مسجد خضرا سمن آباد لاہور کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم یکم مئی ۸۲ء ۸ بجے صبح منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مشہور علماء کرام تقاریر کریں گے۔ اور مکتبہ الدعوۃ السعودیہ کے ڈائرکٹر الشیخ السید عبدالعزیز اور اسسٹنٹ ڈائرکٹر الشیخ السید عبدالرحمٰن تشریف لا رہے ہیں۔ نیز یاد رہے کہ حسب سابق ۲ مئی بروز اتوار بعد نماز مغرب مجلس ذکر منعقد ہوگی۔ دعوت عام ہے۔

بذریعہ تعلیم القرآن سوسائٹی فون ۳۱۲۹۶۸

اعلان

ہمارے سابق نمائندہ محترم جناب احسان الواحد صاحب اب ادارے کی نمائندگی کے لئے باہر دورے پر تشریف نہیں لے جاتے۔ لہٰذا معاونین ادارہ سے التماس ہے کہ آئندہ براہ کرم براہِ راست جناب جاوید انور سرکولیشن انچارج دفتر ہفت روزہ خدام الدین لاہور سے بذریعہ خط و کتابت یا فون نمبر ۶۲۴۹۸۴ پر رابطہ قائم کریں۔

یاد رہے آج کل ادارہ کا کوئی کارکن دورے پر نہیں جاتا۔

(ناظم)

یادِ رفتگان

مولانا عبدالسلام حضرو

ایک مجاہد مسلمان

۲۳ر ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ ۱۸ر فروری ۱۹۸۲ء جمعرات کا دن ہے۔ برہ زئی زد حضرو میں علاقہ بھر کے علماء کرام تشریف لا چکے ہیں عوام اور معززین علاقہ کی کثیر تعداد بھی پہنچ چکی ہے حضرو سے جانیوالوں کا بھی ایک تانتا بندھا ہُوا ہے۔ یہ سب لوگ حاجی محمد اکرم خاں پدر بزرگوار مولانا سکندر خاں امیر نظام العلماء ضلع اٹک کے جنازہ میں شرکت کے لیے آ رہے ہیں۔ مرحوم علاقہ چھچھ کے معمر ترین بزرگ اور جذبۂ جہاد سے سرشار ایک مجاہد تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابیؓ نے پوچھا۔ سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ ارشاد فرمایا۔ جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ مرحوم اسی ارشاد رسولؐ کی مکمل تصویر تھے ابتدائی عمر میں امریکہ میں رہائش پذیر رہے امریکہ میں ملازمت کے دوران نہایت آسودہ زندگی گذار رہے تھے کہ ۱۹۱۴ء کی جنگ چھڑ گئی۔ مرحوم جذبۂ جہاد کی وجہ سے امریکہ میں ملازمت چھوڑ کر ترک مجاہدین سے جا ملے۔ اور جنگ بلقان میں انگریزوں کے خلاف ترک فوج میں بھرپور حصہ لیا۔ اس کے بعد مصطفےٰ کمال کی حکومت قائم ہُوئی۔ مرحوم جمال پاشا کی قیادت میں افغانستان سفارتی مشن پر آئے۔

افغانستان پہنچ کر اس خیال سے کہ پشاور قریب ہے اور وہاں سے آبائی وطن علاقہ چھچھ بھی قریب ہے اپنے احباب کی ملاقات اور والدین کی قبر کی زیارت و دعا کی خاطر اجازت لے کر گھر کا رخ کیا۔ لیکن راستے میں فرنگی سامراج نے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا۔

انگریز افسر نے دوران تفتیش مرحوم پر سخت تشدد کیا لیکن ان پڑھ ہونے کی وجہ سے جاسوسی کا الزام ثابت نہ ہو سکا چنانچہ مرحوم مجاہد کو اس ارزانی کے دور میں بھی چھ ہزار روپے کی ضمانت پر رہا کیا گیا۔

تقدیر مرحوم مجاہد کو گاؤں تو لے آئی لیکن جہاد کی جو چنگاری اندر ہی اندر سلگ رہی تھی وہ بار بار آپ کو جہاد کے مختلف مواقع پر شرکت کے لیے ابھارتی۔ مجاہد ملت حاجی صاحب ترنگزئی مرحوم اور حاجی فقیر محمد مرحوم المعروف پیراپی اپنے اپنے محاذ پر انگریز کے خلاف جہاد کر رہے تھے۔

مرحوم مجاہد بار بار اس خواہش کا اظہار کرتے کہ کاش بچوں کی زنجیر پاؤں میں نہ ہوتی تو ضرور ان جہادوں میں شرکت کی سعادت حاصل کرتا۔ ۱۹۴۷ء میں جہاد کشمیر شروع ہُوا۔ مرحوم اسی جذبہ جہاد کے تحت اس میں شامل ہوئے۔ یہ آپ کی زندگی کا آخری جہاد تھا اس کے بعد مرحوم مستقل طور پر اپنے گاؤں میں مقیم ہو گئے۔ گاؤں میں ان کی شکستہ مسجد جو کسی دور میں مجاہد اسلام داعئ انقلاب حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمسفر مجاہدین کا خصوصی مرکز تھی اور جسے سکھوں نے اپنے ظالمانہ دَور میں جلا دیا تھا اس پر اپنی جیب خاص سے چالیس ہزار روپے خرچ کرکے اسے تعمیر کیا۔

مرحوم فرماتے کہ میں نے اپنے باقیات الصالحات میں مسجد کی تعمیر کر دی ہے اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ میری وصیت یہ ہے کہ میرے جنازہ پر کوئی کام سنت کے خلاف نہ کیا جائے

مرحوم مجاہد کی مخلصانہ مساعی کا ثمرہ یہ نکلا کہ آپ کے فرزند مولانا سکندر خاں امیر نظام العلماء (ضلع اٹک)

آپ کے لیے ولد صالح یدعولہ کا مصداق بنے مرحوم مجاہد گھر کے ماحول پر سخت نظر رکھتے تھے تاکہ کوئی خلافِ سنت کام گھر میں نہ ہو۔

۱۳۷۳ء میں مرحوم نے حج بیت اللہ کیا اور حج کے بعد ۹ سال مکمل گوشہ نشینی اور خاموشی سے گذار دیئے۔ ارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حج مبرور جس کا ثواب جنت ہے اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ حاجی منکرات سے مکمل بچ جاتا ہے۔

۲۳ر ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ مرحوم اپنے خالق حقیقی سے ملتے ہیں۔

آخری رسومات وصیت کے مطابق سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا کی جاتی ہیں،

- - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - -

علماء، طلباء اور علاقہ بھر کے توحید و سنت کے شیدائیوں کی ایک فوج ہے جو مرحوم کے جنازہ کو کندھا دینے سے تدفین تک شامل ہے۔ جنازہ کی امامت جامع عربیہ اشاعت القرآن حضرو کے صدر مولانا محمد صابر نے کرائی۔

رحمہ اللہ رحمۃً

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا سکندر خاں نے شرکت و بدعت کے اندھیروں میں اٹے ہوئے گاؤں برہ زئی میں اپنے والد مرحوم کی وفات پر اسوہ رسولؐ زندہ کرکے دکھا دیا۔

فجزاہُ اللہ احسن الجزاء

صدرِ مملکت کی خدمت میں

ایک ضعیف العمر بیوہ کی فریاد

سائل مودبانہ عرض پرداز ہے کہ میری انتہائی کمزور و نحیف ضعیف العمر والدہ صاحبہ نے اپنی ذاتی ملکیہ دوکان نمبر ۱۸۶۱ وارڈ ۷ ہندو اندرون دہلی گیٹ ملتان شہر کا حصہ تعمیر مسجد کے لیے وقف کیا ہُوا ہے اور ان کی تمنا ہے کہ مذکورہ دوکان فروخت کرکے مجوزہ رقم اپنے ہاتھ سے ہی ادا کرتی جائے مگر افسوس ہے کہ ایک خود غرض سرمایہ دار جو ایک معروف دینی جماعت کا سرپرست اور امیر بھی ہے دوکان خالی نہیں کر رہا وہ عرصہ پندرہ سال سے کرایہ دار ہے اور اس وقت ۳۵۰/- روپے ماہوار کرایہ ادا کر رہا ہے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے قواعد کے مطابق کم و بیش ۷۰۰/- روپے سالانہ پراپرٹی ٹیکس بھی خزانۂ پاکستان میں جمع کرایا جا رہا ہے بقایا رقم سے گذر بسر بہت مشکل سے ہو رہی ہے۔ روز مرہ کے اخراجات، ادویات، اور ہنگامی ضروریات کے لیے اکثر مقروض رہتی ہے۔ کرایہ دار کا قبضہ دوکان کی فروختگی اور صحیح قیمت لگانے میں رکاوٹ بنا ہُوا ہے۔ گذشتہ دو اڑھائی سال سے علماء کرام کے فتاویٰ اخباری مراسلات اور اخلاقی دباؤ کے باوجود دوکان خالی کرائی نہیں جا سکی۔ ہمارا جرم ضعیفی یہ ہے کہ موجودہ دیوانی عدالتی محاذ پر ایک زبردست سرمایہ دار ذہنیت اور خود غرض و مفاد پرست کرایہ دار سے الجھنا، مقابلہ کرنا یا اس کی غیر شرعی اور غیر قانونی شرائط اور فرمائش پوری کرنا گویا پتھر سے سر ٹکرانا ہے لہذا نہایت ہی ادب سے درخواست ہے کہ ہماری مفلسی تنگ دستی اور غربت پر ترس کھاتے ہوئے ایک بے رحم کرایہ دار سے نجات دلائی جائے — مسجد کے لیے مجوزہ زمین جو دو سال قبل تین ہزار روپیہ مرلہ کے حساب سے دستیاب تھی اب اس کی قیمت دس ہزار روپے فی مرلہ سے بھی تجاوز کر رہی ہے۔ کرایہ دار کی ناعاقبت اندیشی کے باعث یہ تاخیر تعمیر مسجد کے سلسلہ میں بھی زبردست رکاوٹ افسوسناک صدمہ سے کم نہیں۔

اندریں حالات دوبارہ عاجزانہ التجا ہے کہ عام دیوانی عدالتی کارروائی کی بجائے سپیشل ملٹری کورٹ میں ہماری درخواست کی سماعت منظور فرمائی جائے اور بلا تاخیر بدنیت کرایہ دار سے ہماری گلو خلاصی کرائی جائے — فجزاکم اللہ احسن الجزاء

فقیر عبدالواحد بیگ مرحوم پنیڑ مکان نمبر ۷۰۰، محلہ سادات، دہلی گیٹ، ملتان شہر

بنات اسلام

حضرت ام منذر بنت قیس رضی اللہ عنہا

جنہوں نے باقاعدہ سماع حدیث کیا

محمد اسحاق بھٹی

الاستیعاب ابن عبدالبر، ذیل تاریخ طبری، تہذیب ذہبی اور طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق یہ ام منذر بنت قیس انصاری ہیں۔ طبرانی نے ان کا نام سلمیٰ لکھا ہے اور قبیلۂ بنی نجار کی ایک رکن بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی ایک خالہ تھیں۔

مدینہ منورہ کی باعظمت خاتون

مؤرخین نے انہیں مدینہ منورہ کی مشہور اور باعظمت خاتون قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں یہ اپنے دور کی بے مثال عورت تھیں۔ بیک وقت بہت سی خوبیاں ان کی ذات میں سمٹ آئی تھیں۔ مختلف قبائل عرب کے حالات و کوائف کا بھی یہ علم رکھتی تھیں۔ ادباء و شعراء سے بھی متعارف تھیں۔ عرب خاندانوں کی پیچ در پیچ قرابتوں اور رشتے داریوں سے بھی آگاہ تھیں اور یہ اس دور کا ایک بہت بڑا گوشۂ علم تھا۔ فصیح و بلیغ لوگوں سے بھی کامل واقفیت رکھتی تھیں۔ مختلف اصناف شعر پر عبور رکھنے والوں کے نام بھی ان کے نوکِ زبان تھے۔ عرب کے جنگجو اور شجاع لوگوں کو جانتی تھیں۔ اور ان کے کارناموں سے آگاہ تھیں۔ غرض یہ اس عصر کے ان تمام اقسامِ علم سے باخبر تھیں جن کا عوام و خواص میں چرچا تھا۔ پھر ان میں ایک خوبی یہ تھی کہ انتہا درجہ کی مہمان نواز تھیں، جودت و سخاوت میں ان کا بہت شہرہ تھا — میل جول میں بھی یکتا تھیں۔ ان تمام اوصاف نے جمع ہو کر ان کی شخصیت کو بہت اونچا کر دیا تھا۔ اور وہ ہر معاملہ میں نمایاں پوزیشن کی مالک تھیں۔

آلِ رسول سے محبت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کے اہل بیت سے انہیں بہت ہی پیار تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے بالخصوص محبت کرتیں اور بار بار ان کے پاس آتیں۔ حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو اکثر گود میں بٹھا لیتیں اور ان سے حد درجہ الفت کا اظہار فرماتیں۔ اسی طرح حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بھی پیار کرتیں اور انہیں "میرے بیٹے" کہہ کر پکارتیں فرمایا کرتیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پیار کرتے تھے تو میں کیوں نہ کروں۔ ان سے وہی شخص پیار کرے گا، جو آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم) سے تعلقاتِ محبت رکھتا ہو۔

آنحضرت سے بیعت

حضرت ام منذر بنت قیس رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے باقاعدہ بیعت تھیں اور ان کے عمل و فضل کی کوئی سمت بھی ایسی نہ تھی جس میں بلندی نہ پائی جاتی ہو۔ وہ عالی صفت اور بلند اخلاق خاتون تھیں۔ انہوں نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی بیعت کی سعادت حاصل کی اس وقت سے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو منصب نبوت کے منافی ہو اور جس سے اطاعتِ رسول ﷺ کے تقاضوں کے مجروح ہونے کا ادنیٰ اندیشہ بھی ہو۔

صحابیت پیغمبر کے تقاضے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی صحبت و ہم نشینی کے جو بھی تقاضے ہیں ان سے صحابہ پوری طرح آگاہ تھے اور اس ضمن کی نزاکتوں کا انہیں کامل علم و احساس تھا۔ حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا بھی اس کا پورا علم رکھتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے آپ کو نیکی کے قالب میں ڈھال لیا تھا اور عمل خیر ان کا شب و روز کا مشغلہ بن گیا تھا وہ جو کام بھی کرتیں خلوصِ قلب سے کرتیں اور اللہ نے صحابیتِ رسول ﷺ کا جو منصبِ رفیع ان کو عطا کیا تھا اس پر اس کا بے حد شکر بجا لاتیں وہ نصح و خیر خواہی کا عظیم پیکر تھیں۔

شرکتِ جہاد

حضرت ام منذر بنت قیس رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی معیت میں شرکتِ جہاد کی سعادت سے بھی بہرہ اندوز ہوئیں یہ جنگ حنین میں بھی شریک تھیں جنگ خندق کے موقع پر بھی ان کو خدمتِ اسلام کا موقع ملا۔ یہ جہاد میں شریک ہونے والی خواتین کا حوصلہ بڑھاتیں اور انہیں اللہ کی مدد کا یقین دلاتیں۔ ایک جنگ کے موقع پر فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے رسول کو ہمیشہ فتحیاب کرے گا کیونکہ اس کے دین کی تکمیل کا راز آنحضرت کی کی کامیابی میں ہی مضمر ہے۔ اگر خدانخواستہ آنحضرت میدانِ جنگ میں شکست کھا گئے تو اس کا اثر محض آپ کی ذات یا چند شرکائے جنگ پر ہی نہیں پڑے گا بلکہ اس کے اثرات کا دائرہ دُور تک وسیع ہوگا اور یہ شکست اسلام کی شکست پر منتج ہوگی اور خدا نخواستہ اگر مخالفین اسلام جیت گئے تو ان کی جیت کفر کی جیت سمجھی جائے گی لہٰذا یاد رکھو کفر ہمیشہ ناکام اور اسلام ہمیشہ کامیاب ہوگا۔

روایت حدیث

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے بدرجہ غایت اظہارِ محبت فرماتی تھیں وہاں آپ کے کلام اور گفتگو کو بہت اہمیت دیتیں وہ آنحضرت کے اقوال و ارشادات پوری توجہ اور انہماک سے سُنتیں اور ان کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش فرماتیں — انہوں نے آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر باقاعدہ آپ ﷺ سے سماع حدیث کیا اور یہ احادیث کتابوں میں مذکور ہیں۔

ان کے شاگرد

پھر خود انہوں نے بھی باقاعدہ مسندِ حدیث بچھائی جس میں ان سے بہت سے لوگوں نے حدیث روایت کیں وہ تابعی کہلائے۔ تابعین میں سے ان کے شاگردوں میں متعدد حضرات شامل ہیں جن میں سے ایک یعقوب بن ابی یعقوب ہیں جو احادیث رسول کے نہایت مستند اور اونچے پایہ کے راوی ہیں جن لوگوں نے یعقوب ابن ابی یعقوب سے احادیث روایت کیں وہ تبع تابعی کہلائے ان کی تعداد بھی رجال و سیرت کی مختلف کتابوں میں مذکور ہے اور وہ خاصی ہے۔

آخری دورِ حیات

حضرت ام منذر بنت قیس رضی اللہ عنہا کے سال وفات کے بارے میں صحیح طور سے معلومات فراہم نہیں ہو سکے۔ البتہ اتنی بات بعض کتابوں میں بیان کی گئی ہے کہ آخری دورِ حیات میں یہ مدینہ سے چلی گئی تھیں اور اس کے نواح

انجمن کے شب و روز

از: یتیم

۴ر اپریل بروز اتوار حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ جامع مسجد خضرار سمن آباد میں حسب معمول ماہانہ مجلسِ ذِکر کے لیے تشریف لے گئے۔ یاد رَہے جامع مسجد خضرار سمن آباد میں ہر انگریزی مہینے کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر منعقد ہوتی ہے۔ سمن آباد اور دیگر علاقوں سے کافی تعداد میں لوگ مجلسِ ذکر میں شریک ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے ذِکر سے اپنے دِلوں کو منوّر کرتے ہیں۔ ذکرِ الٰہی سے واقعتاً دِلوں کو سکُون نصیب ہوتا ہے۔ آج کے اس مادی دَور میں اِنسان جس تیزی سے مصائب و مُشکلات کے بھنور میں پھنستا چلا جا رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ کثرتِ اللہ سے اپنے دِلوں کو شاد اور آباد کیا جائے۔ خوش قِسمت ہیں وہ لوگ جو اِن مجالس میں شریک ہوتے ہیں۔ حضرتِ اَقدس دامت برکاتہم نے مجلسِ ذکر کے بعد مختصر خطاب بھی فرمایا۔

۴ر اپریل بَروز اَتوار صاحبزادہ مولانا محمد اجمل قادری خانپور تشریف لے گئے۔ حضرت دَرخواستی دامت برکاتہم گزشتہ دنوں عمرے سے واپس تشریف لائے ہیں۔ میاں صاحب حضرت درخواستی دامت برکاتہم العالیہ سے مِلے۔ حضرت دَرخواستی مدظلّہ العالی نے بہت ہی شفقت فرمائی اور دُعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ حضرت درخواستی دامت برکاتہم العالیہ کا سایہ شفقت و رحمت ہم پر ہمیشہ قائم رکھے۔ یہ قرونِ اولیٰ کے دَور کے مماثل لوگ ہیں۔ حضرت درخواستی ہمارے لیے اللہ کی خاص نِعمت ہیں۔ اللہ انہیں صحتِ کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ ساری دُنیا اُن کی دُعاؤں کی محتاج ہے۔ اُن کے نُورانی چہرے کی زیارت سے دِلوں کو سکُون مِلتا ہے۔ جو اُن سے مِلتا ہے اُن کا ہو جاتا ہے۔ وہ ہر کسی کے ہیں۔ وہ ہم سے اتنی شفقت فرماتے ہیں شاید ہمارے والدین نے بھی اتنی شفقت کی ہو۔ اللہ تعالیٰ حضرت درخواستی دامت برکاتہم کا سایہ تا دیر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

حضرت میاں محمدؐ اجمل صاحب حضرت دَرخواستی مدظلّہ العالی سے ملاقات کے بعد دین پور شریف حاضر ہوئے۔ وہاں میاں مسعود احمد صاحب مدظلّہ العالی اور دوسرے احباب سے ملاقات فرمائی۔ حضرت میاں سراج اَحمد صاحب دَورے پر تشریف لے گئے تھے اور پھر واپس لاہور تشریف لے آئے۔

۷ر اپریل بروز بدھ مکہ معظمہ سے تبلیغی جماعت کے کچھ حضرات حضرتِ اَقدس سے ملاقات کے لیے تشریف لائے (یاد رَہے گزشتہ دنوں حضرت مولانا سعید احمد خاں صاحب دامت برکاتہم امیر تبلیغی جماعت مکہ معظمہ) بھی حضرت سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اُن کی ملاقات کی تفصیل گزشتہ شمارے میں شائع ہو چکی ہے۔ تبلیغی جماعت کے وَفد نے حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ کی ملاقات کی۔ جناب میاں محمد اکمل قادری صاحب نے میزبانی کے فرائض انجام دیئے۔ یاد رہے محترم میاں محمد اکمل قادری صاحب موسمِ بہار کی چھٹیاں گزارنے گھر تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہ بھی گزشتہ دنوں واپس بہاولپور تشریف لے گئے ہیں۔

۷ر اپریل بروز بدھ محترم مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب جہلم تشریف لے گئے۔ وہاں بعد نمازِ مغرب محترم بابو عبدالخالق صاحب کے دولت خانہ پر نظام العلمار ضلع جہلم کے ذمّہ دار ساتھیوں کے ایک اہم اجلاس میں شِرکت فرمائی۔ ساتھیوں کی شکایات سُنیں۔ اور جماعتی ساتھیوں کے بڑے اُحسن طریقے سے تسلّی و تشفی فرمائی۔ اجلاس سے واپسی کے بعد میاں صاحب

جامع مسجد گنبد والی (جدید) تشریف لے گئے۔ وَہاں حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب اور دُوسرے احباب سے ملاقات فرمائی۔ رات جلسے میں شرکت فرمائی اور جلسے کے اختتام پر دُعا فرمائی اور مختصر خطاب فرمایا۔ دُوسرے دن صبح جہلم سے تین میل کے فاصلے پر ایک قصبہ کالا گوجراں میں تشریف لے گئے۔ وہاں نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن دیا۔ آپ نے درسِ قرآن میں فرمایا کہ مسلمانوں کو اللہ اور اُس کے رَسُولؐ کے ساتھ عشق کی حد تک محبّت کرنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا جس کسی نے رَسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عشق کیا اُس نے کامیابی و کامرانی کی منازل طے کیں۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کو مکمل طور پر اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۸ر اپریل بروز جمعرات حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے حسبِ معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلسِ ذکر کرائی اور مجلسِ ذکر کے بعد دُور دَراز سے آئے ہوئے لوگوں کے مسائل سُنے اور ان کی تسلّی و تشفی فرمائی۔

۹ر اپریل بروز جمعۃ المبارک حضرتِ اُقدس دامت برکاتہم العالیہ نے نمازِ جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نمازِ جمعُہ کے بعد مختلف علاقوں سے آئے ہوئے لوگوں سے ملاقات فرمائی فرداً فرداً حالات پوچھے اور اُن کی راہنمائی فرمائی۔ اسی رات حضرتِ اَقدس دامت برکاتہم العالیہ گوجرانوالہ میں شادی کی ایک تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ محترم عبدالحمید صاحب مرحوم پروپرائٹر شوکت سوپ فیکٹری کی دُختر نیک اختر کی شادی تھی۔ حضرتِ اقدس نے شادی کی تقریب میں شرکت فرمائی۔ حضرۃ شادی سے فراغت کے بعد مدرسہ نُصرت العلوم تشریف لے گئے۔ وہاں مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا صُوفی عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات فرمائی اور رات تقریباً تین بجے واپس لاہور تشریف لے گئے۔

۱۰ر اپریل بروز ہفتہ صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری مدظلہٗ شیخوپورہ تشریف لے گئے۔ وہاں مدرسہ حنفیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمائی اور خطاب سے نوازا۔ اس عظیم الشّان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا کہ ایمان کی درستگی کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا عقیدہ بھی دُرست رکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ صحیح عقیدے کے بغیر ایمان کامل نہیں۔ آپ نے تمام لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ہر قِسم کے اختلافات ختم کر کے نظام العلمار کے پرچم تلے اکٹھے ہو کر منظم طریق سے جدوجہد کریں۔ اس جلسہ سے مولانا محمد اجمل خان، مولانا قاری عبدالحی عابد، مولانا عبدالمجید ندیم صاحبان نے بھی خطاب کیا۔

۱۱ر اپریل بروز اتوار صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب مدظلّہٗ ساروکی تحصیل وزیر آباد میں ایک جلسہ عام میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ نمازِ عشار کے بعد میاں صاحب نے مجلسِ ذکر منعقد کرائی۔ مجلسِ ذکر سے پہلے میاں صاحب نے مجلسِ ذکر کا طریقہ اور مقصد لوگوں کو سمجھایا۔ رات جلسہ سے خطاب فرمایا۔ ان کی دُعائے دلپذیر سے جلسہ کا اختتام ہوا۔

دفتر خدّامُ الدّین کے مینجر جناب محترم مُنشی گلزار احمد صاحب گزشتہ دِنوں دل کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے انہیں دل کا دورہ پڑا۔ میو ہسپتال میں تقریباً پندرہ روز تک رہے۔ اس دوران حالت بہت بگڑ گئی۔ بہرحال اللہ کے خاص فضل و کرم سے اب رُوبصحت ہیں اور دفتر معمُول کے مطابق تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ وہ کام کے بزرگ ہیں۔ وہ خدّام الدین کے دفتری معاملات احسن طریق سے انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دین و دنیا کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے سرفراز فرمائے۔

رُوسی حکومت کی بربریّت اور ظلمیّت کے نتیجہ میں لاکھوں مسلمان افغان مجاہدین اپنے گھروں سے ب

گھر ہو کر پاکستان میں آ پہنچے ہیں۔ یہ افغان مجاہدین اسلام کی بقار کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ تعاون کرنا سب سے اہم دینی فریضہ ہے۔ حضرتِ اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ امیر انجمن خدام الدین نے انجمن کی طرف سے باقاعدہ ایک شعبہ قائم فرمایا ہوا ہے۔ اس شعبہ کے نگران حضرت مولانا حمیدالرحمٰن صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ مولانا حمیدالرحمٰن صاحب مدظلہٗ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ کے صدر مدرس ہیں اور عرصہ دراز سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انجمن کی طرف سے وہ افغان مجاہدین کی امداد کے لیے کئی بار تشریف لے گئے ہیں اور انجمن کی طرف سے لاکھوں روپے کا سامان، پارچات اور دیگر ضروری سامان افغان مجاہدین کو بھیجا گیا ہے۔

۱۲ر اپریل کو حضرت مولانا حمیدالرحمٰن مدظلہ العالی پھر بنوں تشریف لے گئے ہیں اور افغان مجاہدین کی امداد کے لیے بہت سا ضروری سامان ساتھ لے گئے ہیں۔ حضرت مولانا حمیدالرحمٰن صاحب مدظلہٗ اس سلسلہ میں بڑی تگ و دَو فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت قبول فرمائے۔ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ افغان مجاہدین کو کامیابی سے اپنے گھروں کو واپس لوٹائے۔ وہ اس وقت اپنی ہی نہیں پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اللہ انہیں بھرپور کامیابیاں نصیب فرمائے۔ (آمین)

۱۳ر اپریل رات بعد عشا حضرت مولانا قاری میجر فیوض الرحمٰن صاحب حضرت اقدس سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اور حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اُن کے ساتھ ان کے بھائی جو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کی جامع مسجد کے خطیب ہیں، بھی تشریف لائے۔ کافی دیر تک حضرتِ اقدس سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ محترم میاں محمّد اجمل قادری صاحب نے میزبانی کے فرائض انجام دیئے۔

بقیہ : بناتِ اسلام

ہیں ایک بستی میں مقیم ہو گئی تھیں جہاں ان کے ایک صاحب زادے رہائش پذیر تھے۔ وہاں انہوں نے عام عورتوں اور لوگوں سے میل جول بالکل ترک کر دیا تھا اور تنہائی کی زندگی اختیار کر لی تھی ان کا فرمان ہے کہ اب ایسا وقت آگیا ہے جس میں تنہائی کو لوگوں سے ملاقات سے زیادہ اہمیت حاصل ہے — چار سو دنیوی فتنے پھیل رہے ہیں اور لوگوں کے دل خدا کے خوف سے خالی ہو رہے ہیں اور اخروی فوائد وہی شخص حاصل کر پائے گا جو اپنے آپ کو فتنہ و فساد کی ہمہ گیریوں سے بچاکر رکھے گا اور جس کے عمل کا پلڑا قول کے پلڑے پر بھاری ہوگا۔ لوگو! اللہ کی عبادت اور اس کے رسول کی اطاعت کرو فلاح و کامرانی اسی میں ہے۔ عیش و آرام کو ترک کر کے انسانوں کی بہبود کو مرکزِ توجہ بنا لو۔

احسانِ خداوندی کا اظہار

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کی خالہ تھیں اس لئے بعض روایات کے مطابق آنحضرتؐ سے اس تعلق و قرابت کا اظہار فرماتیں اور اس کو اللہ کا احسان عظیم قرار دیتیں۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کے بہت سے قرابتدار ہیں۔ جو اسلام سے دور رہے اور کفر کی حالت میں موت کی آغوش میں گئے لیکن مجھ پر اللہ کا خاص کرم ہے کہ میں آپؐ کی خالہ ہوں اور اسلام کی دولتِ بے پایاں سے بہرہ ور

مصائبُ الصّحابہؓ

حضرت مضطر گجراتی رح

ربِّ کعبہ کے پرستار، وہ مردانِ جلیل!
پاسبانِ حرم، وارثِ ایمانِ خلیل!

وُہ سرِ فرشِ زمیں عزتِ حوّاؑ کا ثبوت
وہ تہِ چرخِ بریں عظمتِ آدمؑ کی دلیل

راست گفتار و کشادہ دل و بیدار دماغ
مدّت العمر جو آفات کے سایوں میں پلے

کبھی پابندِ سلاسل، کبھی شعلوں کے حریف
کبھی انگاروں پہ لوٹے، کبھی کانٹوں پہ چلے

کبھی تپتے ہوئے پتھر کی سلیں سینوں پر
کبھی کاندھوں پہ اٹھائے ہوئے بارِ گراں

کبھی پشتوں پہ سلاخوں کے سلگتے ہوئے داغ
کبھی چہروں پہ طمانچوں کے المناک نشاں

کبھی نیزوں کے سزاوار، کبھی تیروں کے
کبھی طعنوں کے کچوکے، کبھی فاقوں کے عذاب

کبھی چکّی کی مشقّت، کبھی تنہائی کی قید
کبھی اپنوں کی ملامت، کبھی غیروں کا عتاب

کبھی بہتان طرازی، کبھی دشنامِ غلیظ
کبھی تضحیک و تمسخر، کبھی شبہات و شکوک

کبھی روحانی اذیّت، کبھی توہینِ ضمیر
کبھی اینٹوں سے تواضع، کبھی کوڑوں کا سلوک

کبھی محبوس گھروں میں تو کبھی خانہ بدر
چیتھڑے تن کے نگہبان، کبھی وہ بھی نہیں

تشنگی کا ہے وہ عالم کہ الٰہی توبہ
حلق کو چاہیے تھوڑی سی نمی وہ بھی نہیں

آزمائش کے لپکتے ہوئے ہنگاموں میں
وقت نے ان کے نشاناتِ قدم دیکھے ہیں

تختۂ دار پہ آئے تو اسے چوم لیا
ایسے جی دار بھی تاریخ نے کم دیکھے ہیں

کس عزیمت کے تھے مالک یہ نفوسِ قدسی
جو پڑی وقت کے ہاتھوں وہ کڑی جھیل گئے

صرف اسلام کی خاطر فقط اللہ کے لیے
جان پہ کھیلنا آتا تھا انہیں، کھیل گئے

ہم تک اسلام جو پہنچا تو صرف ان کے طفیل
یہ غلامانِ خدا، نورِ رسالت کے امیں

سر بسر پیکرِ ایثار، مجسّم ایمان
حشر تک ان سا ہو پیدا کوئی ممکن ہی نہیں

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجیے ——— مدیر

ماہتاب عرب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

مصنف: مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ
قیمت: ۲۲/۵۰
ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ریلوے روڈ ملتان

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کے حضور اپنوں اور بیگانوں نے مختلف زبانوں میں جو گلہائے عقیدت پیش کئے وہ اکٹھے کئے جائیں تو ایک عظیم الشان لائبریری تیار ہو سکتی ہے اردو زبان کا دامن اس نعمت سے خالی نہیں۔ اہل علم و قلم نے اس زبان میں اس نبی امیؐ کے متعلق بہت کچھ لکھا اور یوں اس زبان کا دامن مالا مال ہو گیا۔

زیر تبصرہ کتاب حضرات علماءِ اہلسنت والجماعت (حنفی دیوبندی) میں سے ایک فاضل بزرگ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کے قلم سے ہے۔ جنہیں شارح ابی داؤد زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ سے نسبت روحانیہ حاصل تھی۔ مولانا میرٹھی علمی دنیا میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔ قرآن عزیز کے ترجمہ اور سیرت رسولؐ کے ساتھ ساتھ ان کے قلم سے بڑا قیمتی سرمایہ قوم کو میسّر آیا جس پر ملت اسلامیہ ان کی ممنون ہے۔ اس کتاب کا انداز تصنیف جداگانہ ہے اور روایتی سیرت نگاری کے بجائے فاضل مصنف نے ایک نئے اسلوب سے اپنے آقا و مولا کی سیرت کا گلدستہ تیار کیا ہے۔ کتاب کے چار ابواب ہیں سے پہلا باب نبوّت کی ضرورت پر ہے اور حقیقت میں یہ بڑا اہم باب ہے اس میں بڑی قابل قدر ابحاث ہیں ——— دوسرا باب آپ کی سیرت طیبہّ کے نقوش ہائے جمیلہ پر مشتمل ہے ——— تو تیسرا تعلیم و تربیت کے عنوان سے۔ اور چوتھا تزکیہ نفس کے لئے ایک مکمل رہنما ہے۔ کتاب نے ہمیں خوب متاثر کیا۔

ادارہ تالیفات اشرفیہ کے مالکان نے کتابت و طباعت اور کاغذ و جلد بندی میں بڑی محبت کا ثبوت دیا ہے اور ایک فاضل دوست قاری محمد ادریس صاحب ہوشیارپوری نے کتاب کی تسہیل کر دی ساتھ ہی عنوانات قائم کر دئیے یہ گلدستہ عقیدت جلد حاصل کیجئے اور اس نعمتِ مرتبت کے ذکرِ جمیل سے قلب و نظر کو تازگی بخشئے۔

اللہ تعالیٰ مصنف علاّم کو کروٹ جنت نصیب فرمائے تو ناشران کو اجرِ جزیل سے نوازے۔

تذکارِ صحابیات

تالیف: طالب ہاشمی صاحب
قیمت: -/۴۸ روپے
ناشر: ادارہ الحسنات، ملتان روڈ لاہور

خوش قسمت تھے وہ مرد اور وہ عورتیں جنہیں سرکار دو عالم سید ولد عدنان صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کی صحبت و تربیت نصیب ہوئی اور قابلِ تبریک ہیں وہ اہل علم و قلم جن کو اللہ تعالیٰ نے اس جماعت مقدسہ کے تعارف و دفاع پر لگا دیا ہے۔ دشمنانِ اسلام کی قدیم سے تکنیک یہ رہی ہے کہ ان کا پہلا حملہ اسی قدسی جماعت پر ہوتا ہے ——— لیکن جس

مالک الملک نے اپنے آخری رسول کی رفاقت کے لئے اس جماعت ناجیہ راشدہ کو منتخب کیا اسی قادر و توانا نے ان کے دفاع کے لئے ہر دور میں ارباب قلوب کی ایک جماعت کھڑی کر دی۔ آج کا دور بڑا المناک ہے۔ مختلف اطراف سے اس جماعت حقہ پر تابڑ توڑ حملے ہو رہے ہیں پر اللہ تعالیٰ نے اسی تناسب سے دفاع کا سامان بھی کر دیا۔ ہمارے دیار میں جن خوش بخت افراد کو یہ توفیق نصیب ہوئی ان میں ہمارے مخلص کرم فرما طالب ہاشمی صاحب بھی ہیں جن کا اس عنوان پر تنہا کام ایک اکادمی کے کام کے برابر ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

معلوم ہوتا ہے کہ اس بندہ رب نے اپنے آپ کو اس مقصد کے لئے وقف کر لیا ہے اور صحابہ علیہم الرضوان کی وکالت و دفاع کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا ہے۔ "شمع رسالت کے تیس پروانے" نامی کتاب اس نے لکھی، "خیر البشر کے چالیس جاں نثار" کا وہ مؤلف ہے اور بعض اکابر صحابہ پر مستقل تصانیف اس کی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ جب کہ ملک کے رسائل میں مختلف حضرات پر مقالات تو روزمرہ کی بات ہے یہ سب کچھ ہوا اور ابھی بہت کچھ ہو رہا ہے کہ ہاشمی صاحب کو خیال آیا کہ ان قابل احترام خواتین کا بھی تذکرہ لکھیں۔ جو صدر اوّل میں اسلام کی خاطر مردوں کے دوش بدوش تکالیف برداشت کرتی رہیں۔ چنانچہ اس خیال سے "تذکار صحابیات" لکھی گئی۔ اس کا ایڈیشن اوّل اکتوبر ۸۰ء میں سامنے آیا جس میں اڑھائی صد کے لگ بھگ ان عفت مآب خواتین کا ذکر تھا جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ کتاب ہاتھوں ہاتھ نکل گئی تو دوسرا ایڈیشن آیا اور اس اہتمام سے کہ چالیس مومنات کا ذکر بڑھ گیا۔ طباعتی غلطیاں حتی الوسع درست کی گئیں اور "نقش ثانی" بڑے اہتمام سے چھاپ دیا گیا۔ ہماری مخلصانہ خواہش ہے کہ کوئی گھر اس کتاب سے خالی نہ ہو۔ ہر پڑھی لکھی خاتون اس کو پڑھے۔ اور یہ ہر آن پڑھ دوسروں سے سنے۔ ہاشمی صاحب کی صحت و عافیت کی دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کے اس خادم وکیل کو سلامتی سے نوازے اور ملت کو قدر دانی کی توفیق دے۔ ظاہری طور پر بھی کتاب جاذب نظر ہے اور قیمت معقول۔

حیات النبی اور مذاہب اربعہ

حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب سرگودھوی ان علماء میں سے ہیں جن پر علم ناز کرتا ہے۔ ذہانت و فطانت، نکتہ رسی اور دقیقہ شناسی ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ مسند تدریس پر اگلے وقتوں کے اساتذہ کی یادگار تو مسند خطابت پر خطباء امت کی آبرو، ضرورت کے تحت انہوں نے مسئلہ حیات النبی پر یہ مختصر تحریر لکھی۔ جو بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے اور اپنے عنوان پر ایک مستند دستاویز!

حضرات علماء اہلسنت حنفی دیوبندی کے مسلک کی ترجمان یہ تحریر جمیل بک ڈپو بلاک نمبر ۱ سرگودھا سے صرف ۲/- روپے میں دستیاب ہے۔

پیغمبری غذائیں

لاہور کے پرانے طبیب حکیم نور احمد صاحب کو دست شفا کے ساتھ قلم کی جولانی بھی قدرت نے عطا کی ہے اور اس جولانی سے وہ خوبصورت لٹریچر تیار کرنے میں مسلسل مصروف ہیں۔ اب یہ تازہ رسالہ آیا ہے نام ہی بڑا محبوب ہے اور نام کی مناسبت سے مضامین بھی ویسے ہی ہیں۔ پیغمبر اسلام کے انسانی غذاؤں سے متعلق ارشادات اور قدیم و جدید اطباء، ڈاکٹرز اور سائنس دانوں کا اس پیغمبر امیؐ کے حضور نذرانہ عقیدت۔ عجیب گلدستہ ہے۔ چھ روپے میں مکتبہ نور الصحت ۳۹/اے عبدالکریم روڈ لاہور سے حاصل کریں۔

طبی مشورے

حکیم آزاد شیرازی

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور روانہ کریں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

چہرے کے کیل، کھانسی، بخار

س: میری عمر سولہ سال ہے میرے چہرے پر کیل نکلے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے چہرہ بدنما ہوتا جا رہا ہے نیز مجھے عموماً کھانسی، بلغم اور بخار رہتا ہے جس سے میری صحت روز بروز گرتی جا رہی ہے۔

عبدالمتین، محلہ اسمٰعیل آباد، جڑانوالہ

ج: چہرے کے کیلوں کے لئے یہ نسخہ بنائیں:۔

ا۔ بیخ نے (۲) تخم ترب (۳) گل بنفشہ (۴) عنب الثعلب (۵) کتیرا (۶) برگ حنا ایک ایک تولہ باریک پیس لیں اور کیلا کے پانی اور سرکہ میں ملا کر گھوٹ لیں۔ رات سوتے وقت چہرے پر کریم کی طرح لگایا کریں۔ صبح گرم پانی سے چہرہ دھوئیں۔

کھانسی، بلغم، بخار کے لئے یہ نسخہ بنائیں:۔

(۱) ہلدی خالص کا سفوف ۷½ تولہ (۲) شیر مدار ۶ ماشہ، دونوں کو پندرہ منٹ برابر کھرل کریں کہ یک جان ہو جائیں۔

روزانہ نصف نصف رتی کی مقدار میں دو خوراکیں پانی کے ساتھ کھائیں۔ نیز صبح و شام پاؤ بھر بکری کا دودھ جوش دے کر پیا کریں۔

معدہ کا السر

س: میں عرصہ دس سال سے معدہ کے السر (PEPTIE ULGER) کا مریض ہوں۔ ڈاکٹروں کی دوائیں دس سال سے کھا رہا ہوں۔ تین مرتبہ ہسپتال میں داخل ہو چکا ہوں۔ بہت سے ایکسرے بھی کرائے گئے۔ چند ڈاکٹروں نے اپریشن کا مشورہ دیا لیکن بیشتر ڈاکٹروں نے اپریشن کی مخالفت کی ہے۔ اس موذی مرض نے نہایت نحیف اور کمزور کر دیا ہے۔ میری عمر ۲۴ برس ہے۔ انگریزی ادویات کھا کھا کر اب ان سے نفرت ہو گئی ہے۔

محمود الحسن پی/او، ایف، واہ کینٹ

ج: مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کریں۔۔۔۔ انشاءاللہ صحت ہو گی۔

ا۔ طباشیر اصلی ۵ تولہ (۲) برادہ صندل سفید خالص ۵ تولہ (۳) سفوف آملہ ۵ تولہ (۴) گل سرخ ۱۰ تولہ (۵) کشنیز خشک، دس تولہ (۶) کوزہ مصری ۲½ پونڈ (۷) مکھی میں تیار کیا ہوا کشتہ شاخ مرجان ۲½ تولہ۔

سب اشیاء باریک پیس کر یک جان کر لیں۔ روزانہ تین خوراکیں (مقدار فی خوراک ایک تولہ) صبح آب ناریل کے ساتھ، دوپہر آب کاسنی سبز کے ساتھ، شام آب کرم کلہ کے ساتھ کھائیں۔ روزانہ رات کو روغن زیتون ایک چمچی پیا کریں۔ دو مہینے تک علاج اور بالکل آرام کریں۔

قبض ہو تو مغز املتاس شیرہ کاسنی میں ملا کر پئیں۔ اسہال ہوں تو جو کا دلیا، جو کے ستو استعمال کریں۔ ہلکی پھلکی نرم غذا، دودھ دہی، بغیر مرچ سبزیوں کا شوربا، سیب، سنگترہ، موسمی، انار، گنے کا رس، لیموں استعمال کریں نیز چھلکا اتار کر میٹھی منہ میں

ٹیلی فون نمبر ۶۴۹۸۴
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۴۰۶

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری ۱۶۳۲۱۹ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۵۶ء ۲- پشاور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری T.B.C ۲۳۸۱-۲۳۷ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چھٹی نمبری ۹/۳ ،۲۰۶۷-D.D.A.9 ۲۴ اگست ۱۹۶۸ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ نمبری ۹۰۴/۴۰/۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۶۷ء